اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ
القران الحکیم ۲:۲۵۸

اخاء ۱۳۹۹ ہش - شہادت ۱۴۰۲ ہش
اکتوبر ۲۰۲۰ء - اپریل ۲۰۲۳ء

النّور

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

سینٹ لوئیس جماعت کی ایک تاریخی تصویر
دائیں سے بائیں۔ مبارک احمد، مشنری جواد علی، عثمان خالد اور عبداللہ علی

Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad[as] of Qadian

دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30/ مئی 2014ء میں درج ذیل دعائیں کرنے تلقین فرمائی:

سورۃ الفاتحہ اور درود شریف

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (تذکرہ صفحہ 25 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اور آپؐ کی آل پر۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (سورۃ اٰل عمران:9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (سورۃ البقرہ:251)

اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ، وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اے اللہ ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

میں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ (تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (سورۃ اٰل عمران:148)

اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَآئَکَ وَ اَعْدَآئِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْلَنَا حُسَامَکَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا۔

کہ اے میرے رب! تو میری دعا سن اور اپنے دشمن اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ 426 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اخاء1399۔شہادت 1402 ہش— اکتوبر 2020ء تا اپریل 2023ء—صفر1442 تا شوال 1444 ہجری قمری

اس شمارے میں

ادارتی بورڈ

لکھنے کا پتہ:
Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur,
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

یہ شمارہ اکتوبر 2020ء سے اپریل 2023ء تک کا احاطہ کرتا ہے۔ وبا کی وجہ سے گرانی ہونے اور کاغذ کی کمی کے باعث درمیانی شمارے طبع نہیں ہو سکے۔

یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَاۨ الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ کَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۝

(سورۃ الاعراف: ۱۵۹)

اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

تُو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اُسی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! مَیں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی اور نیز یہ کہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں اور یہ دونوں امر اس وقت غیر ممکن تھے لیکن قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ **وَ مَنۡۢ بَلَغَ** یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی اُن تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعہ:4) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو **منهم** کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہو گا اور اس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے۔ غرض اس میں کسی کو متقدمین اور متاخرین میں سے کلام نہیں کہ اسلامی اقبال کے زمانہ کے دو حصے کئے گئے۔

(1) ایک تکمیل ہدایت کا زمانہ جس کی طرف یہ آیت اشارہ فرماتی ہے یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِیۡهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ (البیّنہ:3-4) (2) دوسرے تکمیل اشاعت کا زمانہ جس کی طرف آیت لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ (الصّف:10) اشارہ فرما رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ یہ فرض تھا کہ بوجہ ختم نبوت تکمیل ہدایت کریں۔ ایسا ہی بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت بھی کریں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہو گئی جیسا کہ آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ (المائدہ:4) اور نیز آیت یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِیۡهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ (البیّنہ:3-4) اس پر گواہ ہے لیکن اس وقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی اور غیر زبانوں تک دین کو پہنچانے کے لئے اور پھر اس کے دلائل سمجھانے کے لئے اور پھر ان لوگوں کی ملاقات کے لئے کوئی احسن انتظام نہ تھا اور تمام دیار بلاد کے تعلقات ایسے ایک دوسرے سے الگ تھے کہ گویا ہر ایک قوم یہی

سمجھتی تھی کہ اُن کے ملک کے بغیر اور کوئی ملک نہیں جیسا کہ ہندو بھی خیال کرتے تھے کہ کوہ ہمالہ کے پار اور کوئی آبادی نہیں اور نیز سفر کے ذریعے بھی سہل اور آسان نہیں تھے اور جہاز کا چلنا بھی صرف بادشرط پر موقوف تھا اِس لئے خداتعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور بّری اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنادیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعہ:4) اور نیز حسب منطوق آیت قُلْ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:159) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کیلئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لایئے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہؤا تھا۔ پس ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہئے تا آخر اور اوّل کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد17، صفحہ 261-263)

عیسیٰ بن مریم یعنی مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کا ظہور

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ ...يعنى عيسى عليه السلام ... نَبِيٌّ،وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ،بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ،كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ،وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ،فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الإِسْلاَمِ،فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ،وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلاَّ الإِسْلاَمَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ ".

(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال 4324) (حدیقۃ الصالحین صفحہ 759)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میرے اور اس — یعنی عیسیٰ علیہ السلام — کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ جب تم اس کو دیکھو تو اسے پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کا ہوگا۔ سرخ و سفید رنگ، سیدھے بال اس کے سر سے بغیر پانی استعمال کئے قطرے گر رہے ہوں گے (یعنی اس کے بال چمک کی وجہ سے تر تر لگتے ہوں گے)۔ (وہ مبعوث ہو کر) صلیب کو توڑے گا (یعنی صلیبی عقیدے کا ابطال کرے گا) خنزیر قتل کرے گا (یعنی خبیث النفس لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا) پس اس کے ذریعہ صلیبی غلبہ کا انسداد اور خنزیز صفت لوگوں کا قلع قمع ہو گا۔ جزیہ ختم کرے گا (یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہو گا)۔ اس کے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی ادیان کو روحانی لحاظ سے بھی اور شوکت کے لحاظ سے بھی مٹا دے گا اور جھوٹے مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ چالیس سال تک مسیح دنیا میں رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا

... هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصف:10)

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے۔ اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اُس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو اور اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقہ کے رو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اس کے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو بباعث کھل جانے راہوں کے تمام دنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام وسائل اشاعتِ دین کے بتمام تر سہولت و آسانی پیش کرتا ہو اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقانی کے لئے نہایت مناسب اور موزوں ہو سو اب وہی زمانہ ہے کیونکہ بباعث کھل جانے راستوں اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک ملک کے دوسرے ملک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسر آ گیا ہے اور بوجہ انتظام ڈاک و ریل و تار و جہاز و وسائل متفرقہ اخبار وغیرہ کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیاں ہو گئی ہیں۔ غرض بلاشبہ اب وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ جس میں تمام دنیا ایک ہی ملک کا حکم پیدا کرتی جاتی ہے۔ اور بباعث شائع اور رائج ہونے کئی زبانوں کے تفہیم تفہم کے بہت سے ذریعے نکل آئے ہیں اور غیریّت اور اجنبیّت کی مشکلات سے بہت سی سبکدوشی ہو گئی ہے۔ اور بوجہ میل ملاپ دائمی اور اختلاط شبانروزی کی وحشت اور نفرت بھی کہ جو بالطبع ایک قوم کو دوسری قوم سے تھی بہت سی گھٹ گئی ہے چنانچہ اب ہندو بھی جن کی دنیا ہمیشہ ہمالہ پہاڑ کے اندر ہی اندر تھی اور جن کو سمندر کا سفر کرنا مذہب سے خارج کر دیتا تھا لنڈن اور امریکہ تک سیر کر آتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس زمانہ میں ہر یک ذریعہ اشاعت دین کا اپنی وسعت تامہ کو پہنچ گیا ہے ... اور یہی باسامان زمانہ اس مہمان عزیز کی خدمت کرنے کے لئے من کل الوجوہ اسباب مہیا رکھتا ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے۔ اور اسی ارادہ کی وجہ سے خداوند کریم نے اس عاجز کو یہ توفیق دی کہ اتماماً للحجۃ دس ہزار روپیہ کا اشتہار کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا اور دشمنوں اور مخالفوں کی شہادت سے آسمانی نشانی پیش کی گئی اور اُن کے معارضہ اور مقابلہ کے لئے تمام مخالفین کو مخاطب کیا گیا تا کوئی دقیقہ اتمام حجت کا باقی نہ رہے۔ اور ہر یک مخالف اپنے مغلوب اور لاجواب ہونے کا آپ گواہ ہو جائے۔ غرض خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل اور کرم سے اس عاجز کو عطا فرمائے ہیں وہ امم سابقہ میں سے آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائے اور جو کچھ اس بارے میں توفیقات غیبیہ اس عاجز کو دی گئی ہیں وہ ان میں سے کسی کو نہیں دی گئیں۔ **وذالك فضل الله يؤتيه من يشآء**۔ سو چونکہ خداوند کریم نے اسباب خاصہ سے اس عاجز کو مخصوص کیا ہے اور ایسے زمانہ میں اس خاکسار کو پیدا کیا ہے کہ جو اتمام خدمت تبلیغ کے لئے نہایت ہی معین و مددگار ہے۔ اس لئے اس نے اپنے تفضّلات و عنایات سے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ روز ازل سے یہی قرار یافتہ ہے کہ آیت کریمہ متذکرہ بالا اور نیز آیت **وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ** (الصفّ:9) کا روحانی طور پر مصداق یہ عاجز ہے اور خدائے تعالیٰ ان دلائل و براہین کو اور ان سب باتوں کو کہ جو اس عاجز نے مخالفوں کے لئے لکھی ہیں خود مخالفوں تک پہنچا دے گا اور ان کا عاجز اور لاجواب اور مغلوب ہونا دنیا میں ظاہر کر کے مفہوم آیت متذکرہ بالا کا پورا کر دے گا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1، حاشیہ در حاشیہ، صفحہ 593 تا 597)

اشاریہ خطباتِ جمعہ ارشاد فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

23/ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ، یو۔کے	"ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم کو بہت حکم دیئے مگر میں نے تم سے مخلص ترین لوگوں کے اندر بھی بعض دفعہ احتجاج کی روح دیکھی مگر ابو بکرؓ کے اندر میں نے یہ روح کبھی نہیں دیکھی۔" آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان مکرم سمیع اللہ سیال صاحب وکیل الزراعت تحریکِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب۔ https://www.alislam.org/urdu/khutba/2022-09-23/
30/ستمبر 2022ء بمقام مسجد فتح عظیم، زائن، یو ایس اے	"ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں ... جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رو بہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔" (حضرت مسیح موعودؑ) آج سے ایک سو بیس سال پہلے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر جس جھوٹے دعوے دار اور دشمنِ اسلام کی ہلاکت کی پیش گوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی آج اس کے شہر میں جس کے بارے میں اس کا اعلان تھا کہ کوئی مسلمان یہاں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ عیسائی نہیں ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق دی۔ عظیم ہے مرزا غلام احمد جو مسیح ہے جنہوں نے ڈوئی کے عبرت ناک انجام کی خبر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حاصل ہونے والی فتح کو مستقل تبلیغ اور دعاؤں سے دائمی کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے مسلمانوں کو بھی دینِ واحد پر جمع کر کے ان کے اندر سے تمام بدعات کو ختم کرنا ہے اور غیر مسلموں کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آشنا کروا کر انہیں خدائے واحد کی عبادت کرنے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا بنانا ہے۔ پس آج اس مسجد کا افتتاح عظیم تب بنے گا جب ہم اس حقیقت کو پہچان لیں کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے۔ ہمارا مقصد مسجدوں کو آباد کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے آباد کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے آباد کرنا ہے اور ہونا چاہیے۔ اے مسیح محمدی کے غلامو! ہر فتح کا نشان ہمارے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔ پس یہ عہد کریں کہ آج کا دن ہمارے اندر ایک روحانی انقلاب لانے کا دن ہو گا۔ مسجد فتح عظیم صیحون امریکہ کے افتتاح کے موقع پر احبابِ جماعت کو مساجد کے حقوق ادا کرنے نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین۔ https://www.alislam.org/urdu/khutba/2022-09-30/

07/اکتوبر2022ء بمقام مسجد بیت الاکرام، Dallas، ٹیکساس، یو ایس اے	”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی ... لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للّٰہ اسے کیا جاوے۔“(حضرت مسیح موعودؑ) اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ مسجد آپ نے خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے بنائی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے فیض پانے والے ہوں۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے ویسا ہی گھر بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا انسان تبھی حامل بنتا ہے جب اس کے حکموں پر چلنے والا ہو، اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والا ہو، حقوق العباد ادا کرنے والا ہو، وفا اور اخلاص سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہو، اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والا ہو۔ اس مسجد کو آباد رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپس میں پیار و محبت سے رہنا ہماری ذمہ داری ہے۔ رواداری اور بھائی چارے کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پیغام دنیا کو دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ مسلسل دعاؤں سے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ اپنی نسلوں کی اصلاح کی فکر کرنا ہماری ذمہ داری ہے آج ہم ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کے معیار قائم کرنے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا، ہم ہیں جنہوں نے اخلاص و وفا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرنی ہے، ہم ہیں جنہوں نے ہر طرف محبتوں کو پھیلانا ہے اور نفرتوں کو دور کرنا ہے، ہم ہیں جن کو خدا تعالیٰ پر کامل توکل ہونا چاہیے کہ ہر کام کا بنانے والا خدا تعالیٰ ہے اور اسلام ہی اب دنیا کا کامل اور غالب آنے والا مذہب ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو جائزہ لینا چاہیے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے ہم اپنا کردار ادا کر رہے ہیں؟ کیا برائیوں کے خاتمے کے لیے بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟ کیا نیکیوں کے اپنانے کے لیے بھرپور کوشش ہو رہی ہے؟ کیا عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی ہم بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟ ہمیں ان ایمان لانے والوں میں سے ہونا چاہیے جو مسجدوں کو آباد کرنے والے ہیں۔ اور مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ ایک نماز سے دوسری نماز تک انتظار کرتے ہیں۔ مسجد بیت الاکرام ڈیلس(Dallas) امریکہ کے افتتاح کے موقع پر احبابِ جماعت کو بطور احمدی مسلمان اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی تلقین۔
14/اکتوبر2022ء بمقام مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ، یو ایس اے	”میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔“(حضرت مسیح موعودؑ) سب سے بڑا احسان جو اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

	اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں اور اس کی مخلوق کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہو گا لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حَکم ہے تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنے والے ٹھہرو۔ خلافت کے ساتھ وابستگی اور اطاعت کے عہد کو نبھانا بھی ہر احمدی کا فرض ہے ورنہ بیعت ادھوری ہے۔ ”سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمے کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے“۔ ”میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔“ اس دنیا نے ہمیں نہیں بچانا، نہ ہمارا اور ہماری نسلوں کا مستقبل محفوظ کرنا ہے بلکہ ہم اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے کلمہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں اور نیک اعمال کی وجہ سے دنیا کو بچالے گا۔ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو کیا واقعی اللہ تعالیٰ ہمیں سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے؟ اس کی رضا حاصل کرنا ہمارا مقصود ہے؟ واقعی ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی کامل اطاعت کر رہے ہیں؟ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف باوجود سمجھانے کے دریدہ دہنی سے باز نہیں آتا اس سے بھی ہم دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتے اور نہ کسی احمدی کی غیرت یہ برداشت کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کے لیے اپنی روحانی و اخلاقی حالتوں میں بہتری پیدا کرنے کی تلقین۔ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے دعائیں کرنے کی تحریک۔ https://www.alislam.org/urdu/khutba/2022-10-14/
21/ اکتوبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے	اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس دورے کو ہر لحاظ سے اپنے فضلوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آئندہ بھی نوازتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مسجدوں سے یہ تعلق اور عبادتوں کی فکر ان میں دائمی ہو جائے اور ہمیشہ رہنے والی ہو اور مسجدیں ہمیشہ آباد رہیں۔ جس طرح اخلاص و وفا کے نظارے افراد جماعت نے دکھائے ہیں وہ ہمیشہ ان میں قائم رہیں۔ خواہش اور دعا ہے کہ یہ عبادت گاہ ہمارے ماضی اور مستقبل کے درمیان ایک پل کا کام کرے (میئر زائن)۔ یہ مسجد متعصبین کے بارے میں مومنوں کی دعاؤں کی فتح کی علامت ہے... میری دلی تمنا ہے کہ یہ مسجد نہ صرف اس شہر بلکہ چاروں اطراف کے لیے امید کی کرن بن جائے (آنریبل جوئس میسن، ممبر الینوئے (ILLINOIS) جنرل اسمبلی)۔ امام جماعت کا یہ پیغام کہ معاشرے میں متعصب شخص کی کوئی جگہ نہیں، بہت ہی شاندار پیغام تھا... اور مجھے امام جماعت کی یہ بات بہت پسند آئی ہے کہ ہمارے پاس جو ہتھیار ہے وہ دعا کا ہتھیار ہے (ایک مہمان)۔ آپ کی مسجد ہماری کمیونٹی کے لیے امید اور دوستی کا ذریعہ ہے (ایک مہمان)۔ امام جماعت کے خطاب کا محور باہمی اتحاد تھا (ڈاکٹر جیسی راڈریگز)۔

	میں آپ کے ماٹو 'محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں' کے بارے میں جانتا تھا لیکن آپ لوگوں کو دیکھ کر اس پر مزید یقین بڑھ گیا۔ امام جماعت احمدیہ دو خوبیوں کو فروغ دینے کے لیے وقف ہیں جس میں پہلی مذہبی آزادی اور دوسری بین المذاہب مکالمہ و مخاطبہ ہیں (پروفیسر ڈاکٹر رابرٹ ہنٹ)۔ ظلم و ستم کی جاری داستان کے باوجود امام جماعت نے دوسروں سے انتقامی تشدد کرنے سے منع فرمایا جو ایک بہت عظیم عمل ہے (آنریبل مائیکل مک کال)۔ مجھے جو چیز یہاں سب سے زیادہ نمایاں لگی وہ امام جماعت کا خطاب تھا کہ کس طرح مذہبی اختلاف اور مختلف نظریات کے باوجود ہم سب آپس میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں (ایک مہمان خاتون)۔ مجھے ذاتی طور پر اس جماعت سے کوئی خوف نہیں ہے اور دوسروں کے خوفزدہ ہونے کی بھی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی کیونکہ یہ جماعت تو بہت محبت کرنے والی، احساس کرنے والی اور ہمیشہ خدمت خلق کرنے والی جماعت ہے (ایک مہمان خاتون)۔ میں اس بات کو بہت سراہتا ہوں کہ یہاں کس طرح حکمت کے ساتھ امن، اتحاد اور انصاف کے بارے میں بات کی گئی ہے (ایک مہمان)۔ حالیہ دورۂ امریکہ کے احمدیوں اور دیگر احباب پر اثرات، غیروں کے تاثرات اور دورے کے نتیجے میں نازل ہونے والے بے شمار الٰہی افضال کا ایمان افروز تذکرہ۔ امریکی اور انٹرنیشنل ذرائع ابلاغ میں دورے کی وسیع تشہیر۔
28/ اکتوبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے	ابو بکر سب لوگوں سے افضل اور بہتر ہے سوائے اس کے کہ کوئی نبی ہو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو یہ سعادت اور فضیلت حاصل ہے کہ مکی دَور میں حضرت ابو بکرؓ کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ایک دو دفعہ تشریف لے جاتے تھے۔ لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں جو بلحاظ اپنی جان اور مال کے مجھ پر ابو بکر بن ابو قحافہ سے بڑھ کر نیک سلوک کرنے والا ہو۔ اگر مَیں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابو بکر کو ہی خلیل بناتا۔ ابو بکر مجھ سے ہیں اور مَیں ان سے ہوں۔ ابو بکر دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا اور فرمایا یہ دونوں کان اور آنکھیں ہیں یعنی میرے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں۔ اے ابو بکر! تم میری اُمّت میں سے سب سے پہلے ہو جو جنت میں داخل ہوگے۔ آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا احادیث کی روشنی میں ایمان افروز بیان۔ چار مرحومین مکرم عبد الباسط صاحب (امیر جماعت انڈونیشیا) مکرمہ زینب رمضان سیف صاحبہ اہلیہ مکرم یوسف عثمان کامبالایہ صاحب (مربی سلسلہ تنزانیہ)، مکرمہ حلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ عبد القدیر صاحب درویش قادیان اور مکرمہ میلے انیسا اپیسائی صاحبہ (کیریباس) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب۔

جلسہ سالانہ امریکہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام

پیغام کا اردو ترجمہ مکرم مرزا مغفور احمد، امیر جماعت یو ایس اے نے 17 / جون 2022ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھ کر سنایا

قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بروح القدس

پیارے ممبران احمدیہ مسلم جماعت یو ایس اے،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے، کووڈ (Covid) کی عالمگیر وبا کے بعد آپ کو ایک بار پھر باقاعدہ طور پر جلسہ سالانہ 2022ء منعقد کرنے کا موقع ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو عظیم الشان کامیابی عطا فرمائے اور تمام احباب جلسہ کے اصل مقاصد کے قدر دان ہوں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں۔ درحقیقت اس اجتماع کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ آپ مذہبی علوم اور روحانی تربیت سے فیض یاب ہوں اور جلسہ کے اختتام کے بعد جب آپ واپس جائیں تو آپ یہاں سے حاصل کردہ ہدایات کو دوسروں تک بھی پہنچائیں اور پوری کوشش کریں کہ اپنی بیعت کی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کریں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقین کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے، اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔“ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد 1۔ 1878ء تا 1893ء، ایڈیشن 1989ء صفحہ 196)

بیعت کرنے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ آپ اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اس بات کو پیش نظر رکھے کہ میری ذات اب میری نہیں رہی اور مجھے اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کی ہر حالت میں پابندی کرنا ہوگی اور انتہائی ایمان داری کے ساتھ اس امر پر کاربند رہنا ہوگا۔ اور اپنے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ماتحت لانا ہوگا۔ یہ امر بیعت کی دس شرائط کا خلاصہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت کنندگان کی ذمہ داریوں کی مزید وضاحت ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

”اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔ . . کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔“ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل صفحہ 197-198)

یہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر بہت سے ارشادات بالکل واضح کر دیتے ہیں کہ بیعت کیا ہوتی ہے۔ اس لئے بیعت کرنے کے بعد آپ کو چاہیئے کہ آپ ہمیشہ خود کو اپنے فرائض کی یاددہانی کرواتے رہا کریں اور اپنی شرائطِ بیعت کی پابندی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ اپنے تعلق کو جانچتے رہا کریں۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر خلافت احمدیہ کا خصوصی فیض اور انعام عطا فرمایا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو توفیق دے کہ آپ خلافت کے خداداد نظام کے ساتھ انتہائی مضبوطی سے وابستہ رہیں۔

میری انتہائی مخلصانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذاتی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام اور احمدیت کے پیغام کو دُور دراز علاقوں تک پھیلانے کے مواقع عطا فرمائے۔ اور وہ احباب جو اس روحانی پیغام پر پوری توجہ مرکوز رکھیں، اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود رہیں اور احمدیت کی جائے پناہ میں آجائیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت نصیب ہو، اور اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے تمام دکھوں سے نجات عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی برکتوں، رحمتوں اور انعاموں سے نوازے۔

آپ کا مخلص

مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس

نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صاؔدق باجوہ۔ میری لینڈ

دِکھلائی دی جو آگ وہ شُعلۂِ طور تھا
پَر تَو وہ اِک جمالِ محمدؐ کا نور تھا

دل میں تڑپ کہ جان لے خالق کو یہ جہاں
محوِ دُعا حرِا میں خدا کے حضور تھا

اِک وحشیانہ طرزِ رہائش تھا قوم کا
گھُٹی میں جس کی ظلم و ستم کا فتور تھا

شفقت تھی مصطفیؐ کی دعا کا تھا دَر کھلا
دل اُس کا دشمنوں کے دُکھوں سے بھی چُور تھا

بطحا سے کائنات پر جب ضَو فِشاں ہوا
روشن وہ سر سے پا تھا خدا کا ظہور تھا

جلووں کی معجزات کی کثرت تھی ہر گھڑی
وہ فخر انبیاءؐ ہوُا صد رشکِ طُور تھا

ہر وقت معجزے سے خدا نے بچا لیا
دشمن تو غارِ ثور تک پہنچا ضرور تھا

طائف کے حادثے پہ عدو غور تو کرے
لت پت لہو سے، جسم بھی زخموں سے چُور تھا

تھرّا اُٹھی زمیں، فلک حیرت زدہ ہوُا
ہونا ضرور قہر و غضب کا ظہور تھا

لیکن دعائے مغفرت سے ٹَل گیا عذاب
اس قوم کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

خلقِ خدا پہ جس نے روا ظلم کو کیا
محبوبِ کبریاؐ کی نگاہوں سے دور تھا

محروم تھا جو رحمتِ عالَمؐ کے فیض سے
اُس بد نصیب شخص کا اپنا قصور تھا

صبح کے وقت ہر احمدی تلاوتِ قرآن کریم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قرآن کریم سے اتنا پیار کرو کہ اتنا پیار تمہیں دنیا میں کسی اور چیز سے نہ ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جماعت اِس طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہو رہی...ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو“۔ (الفضل 19 فروری 1966ء)

اسلامی تعلیمات اور جماعت کی روایات کے مطابق چند تربیتی امور

سید شمشاد احمد ناصر، مبلغ سلسلہ احمدیہ، امریکہ

پہلے اپنی تربیت کر کے اپنے عملی نمونہ سے دوسروں کی تربیت کرنا آسان اور مفید ہو گا اس لئے ہر ایک احمدی کو پہلے اپنی تربیت کرنی چاہئے پھر اپنی اولاد کی اور پھر دوسروں کی تربیت ہو سکتی ہے۔ اسلامی تعلیمات اور جماعت کی روایات کے مطابق چند مفید اور ضروری باتیں درج کی جاتی ہیں۔

(1) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک دوسرے سے ملاقات کا اسلامی طریق یہ ہے کہ 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کہا جائے۔ اس سے ہر ایک کو 30 نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ (حدیث نبویؐ) کوشش کریں کہ آپس میں سلام کو پھیلائیں جس طرح بھی اور جتنی بار بھی آپ یہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ کسی کو دے سکیں تو دیں اور جواب میں 'وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کی دعا حاصل کریں اس کا بھی 30 نیکیوں کا ثواب ہے۔

آج کل کووڈ 19 وبا کی وجہ سے ہاتھ ملانے سے اجتناب ضروری ہے۔ بعض اوقات مشاہدے میں آتا ہے کہ لوگ کہنی یا بازو ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ کوئی اسلامی طریق نہیں ہے۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ پس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہی کہنا بہت کافی ہے۔ آج کل ایک دوسرے سے جدا ہوتے وقت خدا حافظ کہنے کا رواج ہو گیا ہے۔ یہ الفاظ بھی مبارک ہیں مگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت رسولِ کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ ہیں ان کے ادا کرنے سے آپؐ کے ارشاد کی تعمیل ہو گی۔ اور بابرکت ہوں گے ان شاء اللہ۔

(2) مسجد میں داخل ہوں تو خاموشی کے ساتھ ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں اور اگر وقت ہو تو نوافل ادا کر لیں۔

(3) آذان کے بعد مسجد میں مکمل خاموشی ہونی چاہیئے۔ سوائے کسی بہت ضروری بات کے۔ اپنے آپ کو باتوں میں مشغول نہ رکھنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اَلدُّعَاءُ لَا یرد بَیۡنَ الۡآذَانِ وَ الۡاِقَامَۃِ۔ کہ آذان کے بعد اقامت تک کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ ایسے وقت میں کی گئی دعائیں رد نہیں کی جاتیں۔

(4) مسجد میں سیل فون یا موبائل فون بند کر کے جائیں۔ ہم دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کر کے خدا کے سامنے عرض و نیاز کے لئے گئے ہیں۔ پس یہ بات یاد رکھنی چاہیئے اور ہمیشہ پیش نظر رہے کہ دوسرے اشغال سے منہ پھیرا جائے اور توجہ صرف اور صرف خدا کی طرف ہی رہے۔

(5) خطبہ کے دوران بالکل خاموشی ہو۔ خطبہ کے دوران بولنا گناہ ہے۔ اس سے اجتناب کریں۔ تمام تر توجہ صرف خطبے کی طرف ہو حتیّٰ کہ خطبے کے دوران کوئی دعا بھی پڑھنی ہو تو دل میں پڑھیں، ہونٹ نہ ہلیں۔ اگر امام کسی سے کوئی بات پوچھے تو جواب دیا جاسکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر خطبہ کے دوران کوئی شخص جائے نماز یا کسی کنکری یا کسی چیز سے اپنے آپ کو بہلاتا ہے تو وہ لغو حرکت کرتا ہے۔

(6) خطبہ جمعہ۔ یہ بات تمام عہدے دار ذہن میں رکھیں کہ خطبہ اپنے آئی پیڈ یا فون سے یا کسی اور Device سے پڑھ کر نہ دیں۔ امریکہ میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ براہ راست علی الصبح آجاتا ہے اس لئے ہمیں اپنا جمعہ پڑھانے کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے۔ پھر کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنا خطبہ ہمیں حضور انور کے اُسی دن کے خطبہ جمعہ کے خلاصہ / پوائنٹس سے بیان کرنا چاہیئے نہ کہ ایک دو ہفتے پرانے خطبہ کے نوٹس سنائے جائیں۔ اس سے احباب پر اچھا اثر نہیں پڑتا اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صاحب جو خطبہ دے رہے ہیں تیاری کر کے خطبہ نہیں دیتے۔

(7) ہمیں اپنے لباس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ اچھا، صاف ستھرا اور مناسب اور باوقار لباس پہن کر جمعہ کے لئے جانا چاہیئے۔ خصوصاً وہ شخص جس نے خطبہ دینا ہو اس کا لباس اچھا ہونا چاہیئے۔ اَلنَّاسُ بِالِلّبَاسِ کا حکم بھی آیا ہے۔

(8) جمعہ کی سنتیں۔ جمعہ سے پہلے کی سنتیں پڑھنی ضروری ہیں۔ جمعہ و عصر کی نمازیں جمع ہو رہی ہوں تب بھی جمعہ کی سنتیں چار یا پھر دو، وقت کی مناسبت سے ضرور پڑھنی چاہئیں۔ جب آپ جمعہ کے دن مسجد میں آئیں تو سب سے پہلے آتے ہی سنتیں پڑھیں اور اگر دیر سے آئے ہیں جب کہ امام خطبہ شروع کر چکا ہے پھر بھی بیٹھنے سے پہلے وقت کی مناسبت سے دو سنتیں پڑھ لیں۔ بعض اوقات احباب خطبہ ثانیہ کا انتظار کرتے ہیں کہ اس میں سنتیں پڑھ لیں گے حالانکہ دونوں خطبے ایک جیسی ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ بلکہ مسنون خطبہ ثانیہ تو 1500 سال سے مسلسل دہرایا جا رہا ہے۔ اس لئے یہ بہت اہم ہے۔

(9) نماز کے بعد۔ نماز کے ختم ہونے پر بھی بیٹھ کر کچھ دیر ذکر الٰہی کرنا چاہیئے یہ بھی احادیث میں آتا ہے اور مستحب اور مستحسن ہے۔ اس کا بھی بہت زیادہ ثواب احادیث میں بیان ہوًا ہے۔

(10) جو احباب کرسیوں پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں تو سب کو کرسی پر بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہیئے۔ ہاں جب وہ اپنی الگ نماز پڑھ رہے ہوں پھر بے شک اگر کوئی کھڑا ہو کر پڑھنا چاہے تو ایسے کر سکتا ہے یعنی سجدے کے وقت کرسی پر بیٹھ جائے اور قیام کے وقت کھڑا ہو جائے۔ مگر جب جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے پھر اسے سارا وقت کرسی پر ہی بیٹھنا ہو گا۔ یہی مسئلہ ہے اور اس کے مطابق سب کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو بیٹھ کر ہی نماز باجماعت میں شامل ہونا چاہیئے۔

(11) جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا خطبہ جمعہ یا سوال و جواب MTA پر آرہے ہوں تو وہ بھی احترام کے ساتھ بیٹھ کر سننے چاہئیں۔ اسی سے بچوں کی تربیت ہو گی اور خلافت کا ادب و احترام بھی پیدا ہو گا۔

(12) نمازی کے آگے سے گزرنا۔ جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے نہ گزرا جائے اور اگر گزرنا ناگزیر ہو تو ایک صف یا اس کے سجدہ کی جگہ سے اوپر ہو کر گزرا جاسکتا ہے۔ نمازی کے سجدے کی جگہ سے گریز کرنا چاہیئے۔

(13) نماز میں دوڑ کر یا جلدی سے آنا۔ اگر نماز کھڑی ہو گئی ہے۔ اور دیر ہو رہی ہے پھر بھی بھاگ کر اور اس انداز سے نماز میں شامل نہ ہونا چاہیئے جو دوڑ کے مشابہ لگتی ہو، اس سے منع کیا گیا ہے۔ احادیث میں الوقار، الوقار کے الفاظ آتے ہیں کہ نماز میں دوڑ کر شامل نہ ہوًا کریں بلکہ وقار مد نظر رہے۔

(14) طہارت۔ وضو اچھی طرح کرلیں۔ پیشاب کھڑے ہو کر نہ کریں اگر بوجہ مجبوری ایسا کرنا پڑ جائے تو پھر احتیاط کریں کہ پیشاب کے چھینٹے پاؤں اور کپڑوں کو ناپاک نہ کریں۔

(15) باتھ روم یا لیٹرین میں ننگے پاؤں یا جرابوں کے ساتھ نہ جائیں۔ بلکہ جوتے پہن کر جائیں ورنہ آپ کی جرابیں اور پاؤں گندے ہوں گے اور جب آپ مسجد میں نماز کے لئے جائیں گے تو نماز کی صفیں اس سے گندی ہوں گی جو کہ درست نہیں ہے۔

(16) جنازہ پڑھنا، جنازہ کے ساتھ جانا اور تدفین تک قبرستان میں رہنا سنت ہے۔ یہ تین قیراط کے ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور ایک قیراط کا احد کے پہاڑ جتنا وزن ہے۔ پھر قبرستان میں کھانے پینے سے احتراز اور اجتناب کرنا چاہیئے۔ بعض اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ گرمی ہو تو لوگ پانی پیتے ہیں۔ اس وقت تھوڑا صبر کرنا چاہیئے۔ آخر رمضان میں جب ایسا واقعہ پیش آتا ہو تو پھر بھی انسان صبر کرتا ہے پانی نہیں پیتا۔ اس لئے قبرستان میں کھانا کھانا یا پانی پینا اور تدفین کے انتظار میں باتیں کرنا سخت معیوب ہے۔ ہمارے احباب اس طرف توجہ فرمائیں۔

(17) خواتین کا قبرستان میں جانا۔ خواتین کا قبرستان میں جانا نہ ہی مستحب ہے اور نہ ہی مستحسن۔ اس لئے خواتین حتی الوسع کسی کی تدفین اور جنازے کے لئے نہ جائیں سوائے اس کے کہ ناگزیر ہو۔ کوئی کسی دوسرے شہر سے جنازہ کے لئے آیا ہے اور ساتھ خواتین ہیں یا کسی کا قریبی فوت ہوا ہے اور انہیں قبرستان جا کر ہی متوفی کا منہ دیکھنا ہے تو پھر ایسی خواتین ایک طرف ہو کر بیٹھ جائیں۔ جب تدفین اور دعا ہو جائے پھر قبر پر جا کر اپنی دعا کرلیں۔

(18) لوگوں کو ان کے ناموں سے پکارنا۔ یہ بھی ایک خاص اہم بات ہے جس کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے کہ لوگوں کو ان کے ناموں سے پکارا جائے۔ نام بگاڑ کر نہ پکارا جائے۔ قرآن شریف میں بھی وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ کے الفاظ آتے ہیں۔ ہر ایک کا احترام کرنا بہت ضروری ہے۔ خصوصاً آفس ہولڈرز کے نام عزت و احترام سے لینے چاہئیں اور ان کے جو عہدے ہیں ان سے بھی ان کو پکارا جائے تو بہتر ہوتا ہے اس سے نظام جماعت مضبوط ہو گا۔ عہدے کی عزت و احترام دلوں میں ہو گی۔ آپ اپنی نجی محفلوں میں کسی کو پیار سے یا جس طرح بلانا چاہتے ہیں بلالیں مگر جماعتی پوڈیم پر سب کو عزت و احترام سے بلائیں اور ان کے نام لیں۔ اس سے نظام جماعت کا احترام بھی پیدا ہو گا اور یہ نظام کی مضبوطی کا بھی باعث ہو گا۔

عہدے داروں کو ہمارے خلفائے کرام کی ایک یہ بھی خاص ہدایت ہے کہ ان سے جب بھی کوئی شخص دفتر میں ملنے آئے۔ بلا امتیاز و تفریق ہر ایک کا کھڑے ہو کر استقبال کریں۔ اور عزت سے نام لیں۔

(19) جماعتی روایات و اقدار کو خود بھی اپنائیں اور بچوں کو بھی گاہے بگاہے اس کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ مثلاً سر ڈھانپنا۔ ہم جب نماز پڑھیں، کسی جماعت مجلس اور میٹنگز میں جائیں، جلسہ پر ہوں تو ہمیں سر ڈھانپنا چاہیئے۔ آجکل مغربی معاشرہ کے زیر اثر بعض بچے اور بڑے بھی ننگے سر نماز پڑھنے لگے ہیں۔ یا مجلس اور میٹنگز میں خواہ وہ عاملہ کی ہو یا کوئی اور میٹنگ ہو تو ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ اس وقت سر ڈھانکا جائے۔

اگر خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی میٹنگ ہو تو خدام کا سکارف پہننا چاہیئے۔ اسی طرح جب ہم خلیفۃ المسیح سے ملنے جائیں تو ادب کا تقاضا ہے کہ سر کو ڈھانپ لیں۔

(20) کعبہ کا احترام۔

مسجد میں یا گھر پر یا کہیں بھی ہوں، بیٹھیں یا لیٹیں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ پاؤں کعبہ کی طرف نہ ہوں۔

(21) دائیں ہاتھ سے۔

ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھائیں، پانی، چائے، شربت پئیں۔ آجکل گاڑی چلاتے وقت عموماً بعض لوگ بائیں ہاتھ سے پانی یا کافی یا چائے پیتے دیکھے گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے فیشن ہو مگر ایک احمدی مسلمان کو اس قسم کے فیشن سے بھی اجتناب کرنا چاہئے بلکہ آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ کنگھی بھی دائیں طرف سے کریں، جوتا بھی پہلے دائیں پاؤں میں پہنیں۔

(22) چھینک آنے پر ضرور الحمدللہ کہیں۔ جواباً يَرْحَمُكَ اللهُ کہنا بھی سنت ہے۔

(23) ہمیشہ نظام جماعت کو ترجیح دیں۔ یہ بات بھی پلے باندھ لیں کہ ہم نظام جماعت کو ہمیشہ ترجیح دیں، نہ کسی فردِ واحد کو۔ افراد نظام کا حصہ ہیں اور ہر فرد کو ایک دوسرے کو یہ بات بتاتے رہنا چاہیئے۔ کسی بھی فرد کو نظام جماعت پر ترجیح نہیں ہے۔ میں نے ایک دفعہ ایک عہدے دار سے یہ کہتے سنا کہ لوگ کسی فرد کی وجہ سے کام کرتے ہیں۔ یہ تو شخصیت پرستی ہو جاتی ہے جو کہ میرے خیال میں درست نہیں ہے۔ لوگ نظام جماعت کی خاطر کام کرتے ہیں۔ بے شک بلانے والا فرد واحد ہی ہے مگر ہمیشہ یہ بات سکھاتے رہیں، بتلاتے رہیں کہ اصل میں نظام جماعت ہی ہے۔ اس کی ہی برکت ہے اور یہی حدیث میں ہے کہ يَدُاللهِ فَوْقَ الْجَمَاعَةِ خدا کی تائید و نصرت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ پس شخصیت پرستی سے اجتناب کریں۔ نظام جماعت کو مضبوط کریں اور خود بھی نظام جماعت کی پیروی اور اطاعت کریں۔

پھر یاد رکھیں تاکیداً عرض ہے کہ جماعت کے اندر شخصیت پرستی نہیں ہے سب سے زیادہ قابل احترام اور واجب اطاعت خلیفۃ المسیح کا وجود ہے۔ جن کے گرد جماعت کا نظام گھومتا ہے اور وہ اس بابرکت نظام کا مرکزی نقطہ ہیں۔ اس لئے کسی کو بھی لوگوں کو اپنے گرد جمع کرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔ ان کا کام ہے کہ وہ نظام سے لوگوں کو جوڑیں نہ کہ کسی فرد واحد کے ساتھ۔

اگر نظام جماعت کے خلاف کہیں بات ہوتی ہو یا تضحیک ہو رہی ہو تو انہیں آرام سے سمجھا دیں۔ اگر پھر بھی کوئی نہ مانے تو وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں۔ گھروں میں بھی بچوں کے سامنے نظام کے خلاف اور عہدے داروں کے خلاف باتیں نہ کریں۔

(24) سچائی۔

سچ کو اپنانا۔ ہمیشہ سچ کو اپنائیں، صاف اور سیدھی بات کرنی چاہیئے۔ ایسی بات جو پیچ دار ہو اور صاف اور کھری نہ ہو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

(25) ہر ایک کا ادب و احترام۔

ہر ایک کا ادب و احترام کریں خواہ کوئی عمر میں چھوٹا ہو۔ ہر ایک کی عزت نفس ہوتی ہے۔ بچہ کے ساتھ بھی محبت، پیار اور ادب کا پہلو ملحوظ رکھیں۔

(26) ہمیشہ مسکراتے چہرے سے ملیں۔

یہ بھی نیکی ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف بھی خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی ہے۔ اس سے آپ لوگوں کے دل بھی جیت پائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

(27) چیونگ گم۔

بعض اوقات بعض بچے اور بڑے بھی نماز میں چیونگ گم چباتے نظر آتے ہیں۔ یہ درست بات نہیں ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے منہ میں کوئی چیز نہیں ہونی چاہیئے۔ ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہو۔

(28) مہمان نوازی بھی ایک بہت عمدہ وصف ہے۔

ہمیں اس کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ آنحضرت ﷺ کا ایک بہت بڑا نمایاں وصف تھا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں اس وصف کی شہادت دی ہے۔

(29) مسجد میں جب آئیں تو شور شرابہ نہ ہو۔

خصوصاً بچے مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھیں۔ صفائی کا اہتمام کرتے رہیں۔ مسجد میں باقاعدگی کے ساتھ صفائی کے لئے وقار عمل کریں۔ وقار عمل کرنا اپنے لئے موجب عزت خیال کریں نہ کہ ہتک۔

(30) باہمی اخوت و محبت۔

یہ بھی ہمارے نظام کا اور جماعت کے قیام کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ہماری اکثریت پنجابی اور اردو بولنے والے لوگوں کی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت عالمگیر ہے اور احمدی بھی مختلف نوع، مختلف زبانوں کے بولنے والے، مختلف رنگت کے ہیں اس لئے سب کے لئے ہمارے دلوں میں ایک جیسا خلوص، پیار اور محبت ہونی چاہیئے۔ جب انہیں مخاطب ہوں تو محبت و پیار کے ساتھ۔

اگر آپ کو کوئی السلام علیکم نہیں کہتا تو آپ خود جا کر اس کو سلام کر لیں اس طرح آپ ثواب کے زیادہ حقدار ہوں گے۔ پھر عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ خصوصاً میٹنگز میں کھانے کی ٹیبل پر لوگ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھنا اور اپنی زبان بولنا پسند کرتے ہیں حالانکہ چاہیئے یہ کہ سب کے ساتھ مل کر بیٹھا جائے۔ دوسری زبان بولنے والوں کے ساتھ بھی بیٹھ کر حال احوال دریافت کریں اس سے نظام جماعت بھی مضبوط ہو گا اور اخوت و محبت بھی پروان چڑھے گی۔

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے، دل و جاں اس پہ قرباں ہے

ارضِ امریکا میں تعمیرِ مساجد کا گیت

جمیل الرحمٰن، لندن

لوح پر لکھی گئی ہے از سرِ نَو داستاں
دہر میں پھیلی ہوئی تاریکیوں کے درمیاں

ارضِ امریکا سنبھال اب مشعلِ قدوسیاں

تیرے گلشن پر بھی آئی احمدیت کی بہار
دیکھ تعمیر مساجد میں جمال حسن یار
تیری مٹی سے اٹھے گی امن عالم کی اذاں

ارضِ امریکا سنبھال اب مشعلِ قدوسیاں

اک حیاتِ نَو تجھے بخشی گئی تقدیر سے
ہو گئی آزاد تو بھی نفس کی زنجیر سے
مرہمِ غم بن گئے تیری مسیحائے زماں

ارضِ امریکا سنبھال اب مشعلِ قدوسیاں

تو نے کھینچی تھی براہیمی پرندوں پر کماں*
وعدۂ حق نے کیا تجھ پر بھی لیکن یہ عیاں
مات تھی کس کا مقدر کون ہے فاتح یہاں

ارضِ امریکا سنبھال اب مشعلِ قدوسیاں

یاد رکھنا یہ ترقی ہے خلافت کا ثمر
جس کی برکت کی گواہی دے رہے ہیں بحر و بر
ہر قدم پر جس کا حامی مالکِ کون و مکاں

ارضِ امریکا سنبھال اب مشعلِ قدوسیاں

*نوٹ: حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ کو امریکہ تشریف لانے پر داخلہ سے روکا گیا تھا۔

بیادِ محمودؓ

پروفیسر مبارک احمد عابدؔ

محمود ترے غم میں روئے گا جہاں صدیوں
اُٹھّے گا ہر اک دل سے آہوں کا دھُواں صدیوں

یہ شہر یہ نظّارے تیری یاد کے مظہر ہیں
چمکیں گے یہاں تیرے قدموں کے نشاں صدیوں

ہر دَور کہ ڈالے گا تاروں پہ کمندیں پر
تجھ جیسا نہ پائے گا ہمّت کا جواں صدیوں

تحریر میں یکتا تھا تقریر میں لاثانی
فرماں تیرے ٹھہریں گے منزل کے نشاں صدیوں

ہر بات میں ایماں کی تفسیر چھلکتی تھی
ڈھونڈے گا جہاں تیری محفل کا سماں صدیوں

آواز کہ طوفاں تھی جھرنوں کا تموّج بھی
گونجے گا ترا ہر سُو اندازِ بیاں صدیوں

سینہ تیرا مخزن تھا قُرآں کے معارف کا
پہنچا تھا کہاں ان تک دنیا کا گماں صدیوں

تُو گاتا رہا نغمے وہ حسنِ محمدؐ کے
جن نغموں کے لفظوں سے مہکے گا جہاں صدیوں

تُو پسرِ مسیحا بھی مِلّت کا فدائی بھی
ہو گی تیری عظمت تو دنیا میں عیاں صدیوں

جس نور سے تھا روشن محمود کا دل عابدؔ
وہ نور زمانے میں ہو نور فشاں صدیوں

ربوہ میں جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کے معمارِ اوّل

حضرت سیّد میر داؤد احمد مرحوم

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتٰکُمْ

امتیاز احمد راجیکی

بہت بچپن کی بات ہے، کبھی کبھار مسجد مبارک ربوہ میں نماز کا موقع ملتا تو اس کے شمالی کونے میں نوافل میں مشغول ایک انتہائی خوبصورت چہرے پر نظر ٹِک سی جاتی۔ یہ بات سمجھ میں نہ آتی تھی کہ وہ چہرہ اتنا حسین تھا یا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس کا انہماک اور استغراق اتنا پُرکشش تھا کہ نگاہیں پلٹ نہ پاتیں۔ ٹکٹکی باندھے چھپ کر چپکے چپکے اسے دیکھتا رہتا جیسے ہمیشہ کے لیے دل کی نگاہوں میں بسا لینے کا ارادہ ہو۔ لیکن اگر کہیں اتفاقاً نظر سے نظر مل جاتی تو کنی کترا کر اس طرح بھاگنے کی کوشش کرتا گویا کوئی ملزم کٹہرے میں کھڑا کیا جانے والا ہو۔ جواباً شاید ایک ہلکی سی مسکراہٹ ہی کا سامنا ہوتا جو یہ کہہ رہی ہو کہ کب تک بھاگتے رہو گے... آخر ہو تو ہمارے ہی...

اس حسین وجود سے شاید زندگی میں میرا اس سے زیادہ آمنا سامنا نہیں ہوا مگر پھر بھی وہ اس طرح میری رگ رگ میں سما گیا۔ میرا محسن، میرا مربّی ور ہنما بن گیا۔ گویا عملی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ اس کے اَن کہے، اَن سنے، اَن دیکھے احسانوں کا مرہونِ منت بن گیا۔

یہ وجود کیا تھا...! ایک گہری گھٹا کی طرح آیا، جھکڑوں کی سی تیزی اور بجلی کی کڑک اور کوند لیے موسلا دھار ابرِ رحمت کی طرح برسا، ان گنت پیاسوں کو سیراب کیا، خشک سالیوں کا علاج کیا اور فوراً ہی چھٹ گیا۔ مطلع صاف کر کے خود بھی یکلخت غروب ہو گیا۔

آج جب جلسہ سالانہ میں اپنی ڈیوٹیوں کی کم و بیش نصف صدی اور امریکہ میں لنگر مسیح موعود علیہ السلام کی ربع صدی سے زائد تاریخ کو دیکھتا ہوں تو اس کے تار و پود کے پیچھے وہی حسین چہرہ دکھائی دیتا ہے جس نے جانے انجانے میں ہمارے کردار کی بنیادیں رکھیں، انہیں اپنے خونِ جگر سے سینچا اور صدیوں کے مشن کو چند سالوں میں سمیٹ کر ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا۔

اس وجود کے علم کی وسعت، کردار کی عظمت، انتظام و انصرام کی صلاحیت، اور تفقہ و زہد کی رنگت اتنی ہمہ گیر تھی کہ اس کی سیرت و سوانح لکھنے والے پریشان اور بے بس ہو جاتے ہیں کہ تھوڑی سی مدت میں وہ جتنے کام کر گیا انہیں سمیٹیں کیسے؟ اتنی چھوٹی سی عمر میں وہ جس اعلیٰ مقام کو پا گیا اس کا ادراک کیسے کریں؟

اس وجود کو خدا تعالیٰ نے جس نسبی اور موروثی عظمتوں سے نوازا اور اسے امام الزماں مسیح دوراں علیہ السلام کے خاندان سے پیوند کر کے چار چاند لگائے وہ سانحی، وارداتی یا حادثاتی وقوعہ تھا نہ کسی اکتسابی جدوجہد کا نتیجہ۔ وہ تو خدائے عزّوجلّ کی ایک ماورائی تقدیر اور عنایت تھی جو نصیب والوں ہی کو ملتی ہے۔ آقا علیہ السلام کے خسر حضرت سیّد میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت سیّد میر محمد اسحاق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دامادی کے شرف کا تاج پہنے ہوئے یہ وجود ایسا ہی تھا جیسے ایک تیز رفتار براق کا سوار آناً فاناً اسرار و اسراء کی منزلیں طے کرتا ہوا افق میں پنہاں ہو گیا۔ اس کی پرچھائیوں کا کھوج لگانے والے بس راہ ہی تکتے رہ گئے۔

حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحب مرحوم کی مختصر سی زندگی میں اتنے باب رقم ہو گئے، اتنے قرینے سمٹ گئے، اتنے قصے پنہاں ہو گئے کہ کسی ایک پہلو کا احاطہ کرنا بھی آسان کام دکھائی نہیں دیتا۔ جامعہ احمدیہ کا انتظام و انصرام ہو، حدیث و فقہ کی تدوین ہو۔ دارالمصنفین و دارالافتاء کی ذمہ داریاں ہوں۔ خدام الاحمدیہ کی صدارت کے بوجھ ہوں یا خدمتِ درویشاں کے درد... گویا آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ پہاڑوں جیسا بوجھ اٹھائے ہوئے کٹھن مسافتوں کے سفر پر گامزن تھا... اور شاید قدرت کو یہی منظور تھا کہ یہ تیز گام شہسوار جلد از جلد اپنی منزل کو پہنچ جائے۔ اپنی اجلِ مسمیٰ کو پالے۔

میری زندگی حضرت میر صاحب کے احسانوں سے دو طرح فیض یاب ہوئی۔ ایک اجتماعی اور دوسرا ذاتی رنگ میں۔ اجتماعی فیض تو اتنا وسیع و عمیق ہے کہ اس کی وسعتوں اور گہرائیوں کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے ہمارے پاس کوئی میزان ہی دکھائی نہیں دیتا۔

قادیان سے آنے کے بعد ربوہ دار الہجرت میں سارا نظم و نسق نئے سرے سے مستحکم کرنے کے لیے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نظرِ کرم جن نوخیز اور نو آموز نوجوانوں پر پڑی حضرت میر داؤد احمد صاحب ان میں سے ایک تھے۔ اپنی بے پناہ علمی اور عملی قابلیتوں اور انتظامی صلاحیتوں کی بنا پر آپ بہت جلد خلیفۂ وقت کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔ اور بہت سی ذمہ داریوں کے کوہِ گراں آپ کے کندھوں کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئے جن میں جلسہ سالانہ اور اس کی ڈیوٹیوں کو نئے سرے سے مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا ایک اہم ذمہ داری تھی۔

اِس وقت تمام دنیا میں جلسہ سالانہ کے عظیم ادارے کے جو کام آج ہم دیکھ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ان خاص فضلوں اور انعاموں کا نتیجہ ہیں جو اس نے حضرت میر صاحب اور آپ کے ساتھیوں کی عاجزانہ کاوشوں کو قبول کر کے عطا فرمایا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ اور حضرت چودھری حمید اللہ صاحب جیسے نائبین سے سرفراز فرمایا۔ بفضلہٖ تعالیٰ آپ کی وفات کے بعد حضرت چودھری حمید اللہ صاحب آپ کی عظیم جانشینی کا حق ادا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ چودھری صاحب کی عمر و صحت اور مرتبت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ غیر معمولی انوکھا اور منفرد اعزاز صرف جماعت احمدیہ ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ ایک شخص ایک جگہ افسر ہوتا ہے تو دوسری جگہ ماتحت۔ اور دونوں کام وہ اسی خوش اسلوبی سے ادا کر رہا ہوتا ہے۔ کوئی دکھاوا، تکبر، احساسِ برتری یا احساسِ کمتری اس کی ذمہ داریوں کی راہ میں حائل نہیں ہوتے۔ مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے، اپنی انا یا خودی کی تسکین نہیں۔

مجھے یاد ہے جب حضرت چودھری حمید اللہ صاحب تعلیم الاسلام کالج میں پروفیسر تھے تو حضرت صوفی بشارت الرحمٰن صاحب مرحوم وہاں کے پرنسپل ہوا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے صوفی صاحب چودھری صاحب سے بالا افسر تھے مگر انہی دنوں جلسہ کے ایام میں حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ کے فرائض انجام دیتے اور صوفی صاحب نائب افسر کے طور پر ان کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔ یہ خوبی و حسن صرف جماعت احمدیہ ہی میں پایا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا اعزاز اور فضیلت ہے جو صرف جماعت ہی سے وابستہ ہے۔ اور کسی بھی جگہ اس کا پایا جانا امر محال ہے۔ اس اطاعت اور نظام کی بنیادیں خلیفۂ وقت کی ہدایات کے مطابق حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم نے جس مضبوطی سے قائم کیں آج ہم دنیا بھر میں ان پر شاندار عمارتیں کھڑی دیکھتے اور اللہ کے حضور سجدۂ شکر بجالاتے ہیں۔

سن 1983ء کے بعد ملکی قوانین اور دباؤ کے تحت ربوہ کو مرکزی جلسہ سالانہ سے محروم کر دیا گیا مگر دنیا بھر میں ہر ملک میں اپنے اپنے جلسے منعقد ہونا شروع ہو گئے جن میں وہی روح اور وہی نظام پایا جاتا ہے جو جلسہ ربوہ کو مرکزیت کی وجہ سے حاصل تھا۔ ہر جگہ ربوہ کے اسی ماحول اور اسی تربیت کے تتبع میں ہم دیکھتے ہیں کہ بچے بڑے، مرد عورتیں ہر ایک اخلاص و وفا کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اور اس رضاکارانہ خدمت کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتا ہے۔ اس کا مظاہرہ لنگر میں تپتی دیگوں کے دامن میں ہو یا باہر جھلستی ہوئی دھوپ میں ٹریفک کنٹرول کرنے میں۔ ہر کوئی ایک لڑی میں پرویا ہوا، نظم و ضبط کے سانچے میں ڈھلا ہوا شہد کی مکھیوں کی طرح اپنے اپنے فرائض کی بجا آوری میں مگن دکھائی دیتا ہے۔ کوئی کھینچا تانی نہیں، کوئی رسہ کشی نہیں، کوئی نافرمانی نہیں۔ ایک آواز پر لبیک کہتے، ایک ہاتھ پر اٹھتے، ایک ہاتھ پر بیٹھتے ہوئے اطاعت کے وہ نمونے پیش ہو رہے ہوتے ہیں کہ قرونِ اولیٰ کے صحابہؓ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ یہ سب اس اعلیٰ تربیت کے مظاہر ہیں جنہیں حضرت میر صاحب نے اپنے ماتحتوں اور رضاکاروں میں قائم کیا۔ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل ہونے کے باعث آپ کی جلسہ سالانہ کی ذمہ داریاں اس رنگ میں بڑی مربوط اور مستحکم ہو گئیں کہ آپ کے سینکڑوں شاگردوں اور ماتحت اساتذہ میں یہ خصوصیات بدرجۂ اتم راسخ ہو چکی تھیں۔ اور جب وہ میدانِ عمل میں نکلے تو خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے نئے باب رقم ہو گئے، نئی جہتیں استوار ہو گئیں۔

اگرچہ مجھے ذاتی طور پر آپ سے فیضِ علم و عمل پانے کی سعادت نہ ملی مگر آپ کے بے شمار شاگردوں کے ساتھ براہِ راست کام کر کے عملی زندگی کے اتار چڑھاؤ کی ان گنت باریکیوں کو نہ صرف سمجھنے میں مدد ملی بلکہ انہیں مختلف مواقع پر لاگو کر کے کامیابیوں سے ہمکنار ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

ایک اچھے رہنما اور منتظم کا یہ وصف تو بہر حال مسلم ہے کہ وہ اپنے تابعین اور ماتحتوں کو اپنے رنگ میں اپنی جہت میں لے کر پیچھے چلتا ہے مگر ایک نرالی دنیا ایسی بھی ہے جہاں کے رہنما اور قائدین اپنے مقلدین کو خود سے بھی آگے بڑھتا دیکھنا چاہتے ہیں اور ایک ایسے بندھن میں باندھ دینا چاہتے ہیں جس سے یہ دنیا ہی نہیں آخرت بھی سنور جائے۔ یہ دنیا صرف احمدیت کی دنیا ہے جس نے ایک زندہ خدا کا تصور پیش کیا اور براہِ راست اپنے مالک سے راہ و رسم اور رابطہ اس مضبوطی سے قائم کرنے پر زور دیا کہ گویا ہر اوّل اور آخر تان اسی پر ٹوٹے۔ ہمارے بزرگوں نے اپنی تعلیم و تربیت کا ہر رُخ اسی سمت موڑ دیا کہ اپنے پروردگار سے ایک ذاتی تعلق کیسے قائم ہو؟ اپنی حاجات کا محور و مرکز صرف اسی کی ذات پاک کس طرح بن جائے؟

آج مغرب کے ظلمت کدے میں رہتے ہوئے جہاں مادیت کی چکا چوند کشش ہر لمحے جسم و روح کو خیرہ کیے دیتی ہے، یہ احساس ایک گونا اطمینان کا باعث بن جاتا ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ اپنی انفرادی کمزوریوں اور غفلتوں کے باوجود خدا تعالیٰ کی ذات پر توکل،

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان اور دعاؤں کی قبولیت پر یقین افراد جماعت میں راسخ ہو چکا ہے۔ ہماری گھٹی میں رچ بس گیا ہے۔ مَیں جہاں بھی کسی احمدی کو ملتا ہوں اس کا دوسرا فقرہ یہی ہوتا ہے:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کام سنور گئے۔"

"یہ سب انعامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں کی برکت سے ہیں۔"

"دعاؤں میں یاد رکھنا۔"

مجھے جب بھی حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم کے شاگردوں سے سابقہ پڑا یہی احساس ہر جگہ پایا گیا کہ آپ نے توکل، یقین محکم اور دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ ساتھ اپنے برتر مقاصد کے لیے سچی محنت اور اعلیٰ درجے کے نظم و ضبط کی نہ صرف تعلیم دی بلکہ عملاً انہیں اس پر کاربند کر کے چھوڑا۔ آپ کے تربیت یافتہ شاگردوں اور ماتحتوں نے بھی لَو در لَو چراغ سے چراغ جلا کر آپ کے اس فیض کو فی الحقیقت ایک صدقۂ جاریہ کی طرح اپنے دوسرے ساتھیوں اور اگلی نسلوں میں منتقل کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہؤا ہے۔ حیرت ہوتی ہے جب ہمیں ربوہ کے وہ احباب جو بظاہر کھلنڈرے مزاج کے حامل تھے اور علمی میدان میں کوئی نمایاں مقام نہیں رکھتے تھے عملی طور پر اور خاص طور پر لنگر مسیح موعود کی کٹھن ڈیوٹیوں میں ہمیشہ پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اور توکل، یقین اور دعاؤں کا ایک بہترین نمونہ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سب اس پاک ماحول اور خصوصیت سے ربوہ میں جلسہ کی ڈیوٹیوں کے سلسلے میں اس کے معمار اوّل حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم کی تعلیم و تربیت کے غماز ہیں جنہوں نے ان اداروں اور شعائر کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا۔

جلسہ سالانہ اور لنگر فی الحقیقت سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قائم فرمودہ شعائر ہیں جن کے متعلق ایک بار حضورؑ نے اپنے اس احساس اور فکر کا اظہار فرمایا تھا کہ خدا جانے آپؑ کے بعد آنے والے کس طرح ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے والے اور آپؑ کی امیدوں پر پورا اترنے والے ثابت ہوں گے ... مگر آج سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالاتے ہوئے بصمیم قلب آقاؑ کی روح کو طمانیت اور سکینت پہنچانے کا باعث بنے ہوئے ہیں کہ آپؑ کے غلام ان شعائر کی دل و جان سے قدر کرتے ہوئے قدرتِ ثانیہ کے علمبرداروں کی قیادت میں حضورؑ کی رہنمائی اور عطا فرمودہ راہوں پر چلتے ہوئے خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے مقدس مشن کو آگے سے آگے بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت میر صاحب کے یہ اجتماعی احسانات تو ایک ایسا خزانہ ہے جو تا قیامت نہ ختم ہونے والا اور صدقۂ جاریہ کی طرح ہر دَور میں فیض پہنچانے والا ہے، مگر میری ذاتی زندگی میں آپ کے کردار کا ایک نہایت روشن اور حسین پہلو اور آپ کی تربیت کا ایک انوکھا اور خوبصورت ڈھنگ اس طرح سرایت کر گیا کہ مَیں جب بھی اسے یاد کرتا ہوں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے حضرت میر صاحب اور آپ کے اہل و عیال کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔ یہ بظاہر ایک بہت ہی چھوٹا سا معمولی واقعہ ہے لیکن میری روح میں اس گہرائی سے پیوست ہو گیا، میری زندگی کی راہیں متعین کرنے والا اور مشعلِ راہ اصول و ضوابط کا آئینہ دار بن گیا کہ مَیں ہمیشہ کے لیے اس وجود کا مرہون منت اور احسان مند ہو گیا ہوں۔

میرے والد مکرم برکات احمد راجیکی مرحوم (ابن حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت میر داؤد احمد صاحب کے قریباً ہم عمر اور ہم عصر تھے۔ پرانے دور کے گورنمنٹ کالج لاہور کے گریجوایٹ تھے۔ آپ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم سے تھوڑا جونیئر تھے اور انہی کی طرح انڈین سول سروس میں جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتنۂ احرار کے زمانے میں تحریک فرمائی کہ جماعت کے گریجوایٹ نوجوان زندگی وقف کریں تو آپ نے خود کو وقف کر کے آقا کی خدمت میں پیش کر دیا۔

تقسیمِ ہند کے بعد آپ کو اپنی وفات تک درویشی کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ امورِ عامہ اور امورِ خارجہ کی کٹھن ذمہ داریاں آپ کے سپرد تھیں۔ وہ دور اتنا پُر آشوب تھا کہ یہاں رہ کر اب ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ احمدی مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان گھرا ہؤا تھا اور ہر طرح کے دشمنوں کی شدید مخالفتوں کا نشانہ بنا ہؤا تھا۔ ان سے یہ برداشت نہیں ہوتا تھا کہ یہ مسلمان یہاں بچ کیسے گئے۔ ان کا سب کچھ لوٹ مار کی نذر کیوں نہیں ہو گیا۔ اِدھر یہ تین سو تیرہ درویش جان ہتھیلی پر رکھے اپنے آقا علیہ السلام کی یادگاروں اور مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے بیٹھے تھے۔ میرے والد صاحب کو جماعت کے اثاثوں اور مقدس مقامات کی بازیابی کے لیے ہندوستانی حکومت کے ہر لیول کی انتظامیہ اور افسرانِ بالا حتیٰ کہ وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے بھی ملاقاتیں اور رابطے قائم کرنے پڑتے۔ اس انتہائی دباؤ، مشقت اور نامساعد حالات نے آپ کی صحت پر بُرا اثر ڈالا اور 1963ء میں صرف پینتالیس سال کی عمر میں داداجی حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہی میں آپ کی وفات ہو گئی۔ یہ وجود بھی بہت جلد اپنی اجلِ مسمّٰی کو پا گیا۔

آپ کے متروکہ فنڈز وغیرہ نظارتِ خدمتِ درویشاں کے تحت ربوہ منتقل ہو گئے اور براہ راست حضرت میر داؤد احمد صاحب کی کفالت میں آ گئے۔ مَیں چونکہ پہلے ہی سے ربوہ میں اپنے ددھیال میں تھا اس لیے مجھے ان کو استعمال میں لانے کی اس

وقت حاجت پیش نہ آئی تا آنکہ مَیں نے 1970ء میں پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔

یہ بھی ایک لحاظ سے دلچسپ اور شاید سبق آموز داستان ہے کہ ایف اے کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ مَیں تعلیم الاسلام کالج میں اپنی پڑھائی جاری رکھتا اور اچھے تعلیمی اور تربیتی ماحول سے استفادہ کرتا مجھے لاہور جانے کی سوجھی۔ وہاں بھی اگر گورنمنٹ کالج چلا جاتا تو اُس وقت کرکٹ کے کھیل میں جو اٹھان تھی شاید ٹیسٹ کرکٹ یا فرسٹ کلاس تک پہنچ جاتا، مگر شومئ قسمت میری نظرِ انتخاب پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کے چکاچوند گلیمر اور سحر انگیزی کی طرف ہوگئی۔ اور یوں اَن جانے اور اَن چاہے درسگاہوں کے سیاسی اکھاڑے کی نذر ہوگیا۔ اس طرف ورغلانے میں میرے دوست اور ہمسایہ خالد سعید وِرک کا بڑا ہاتھ تھا جو اُس وقت وہاں ارضیات (جیالوجی) میں ایم ایس سی کر رہا تھا۔ اس نے وہاں کی خوبصورت زندگی، شاندار عمارتوں اور زیرِ تعمیر اولمپکس سائز سوئمنگ پول کی کہانیوں کے جو سبز باغ دکھائے، انہوں نے مجھے فریفتہ کر دیا۔ چنانچہ مَیں نے سفارشیں ڈلوا کر نیو کیمپس میں داخلہ لے لیا۔

یہ دَور ملک کی سیاسی فضا میں بڑا فتنہ خیز دَور تھا۔ مارشل لاء، الیکشن، بھٹو کی کامیابی، مشرقی بنگال کی تحریکِ آزادی اور طرح طرح کی اندرونی و بیرونی سازشیں ہر طرف پنپ رہی تھیں۔ تعلیمی اداروں کا سکون برباد ہو چکا تھا۔ جماعت اسلامی اپنی شکست پر دانت پیس رہی تھی۔ اور انتقاماً درسگاہوں کو اپنی ریشہ دوانیوں کی آماجگاہ بنانے پر تلی ہوئی تھی۔ اس کی ذیلی تنظیم جمعیت طلبائے اسلام بڑی فعال اور منظم تھی اور یونیورسٹیوں کالجوں کی اکثریت کی سٹوڈنٹس یونینز (Unions) پر چھائی ہوئی تھی۔ اس کے بالمقابل بائیں بازو کی بھٹو نواز تنظیم نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریشن انتشار و افتراق کا شکار تھی۔ پنجاب یونیورسٹی صحیح معنوں میں سیاسی دنگل گاہ بنی ہوئی تھی۔ اس اکھاڑے میں ہر کوئی اترنے کو بے تاب تھا مگر سب کی پیش نہ چلتی تھی۔

مجھے یونیورسٹی کی فیسوں، کتابوں کاپیوں اور ہوسٹل کے کھانے پینے کے اخراجات کے لیے کل ملا کر ایک سو پچاس روپے ماہانہ نظارتِ خدمتِ درویشاں کی جانب سے میرے والد مرحوم کے ترکہ میں سے ملتے تھے۔ ان سب امور کی نگرانی براہِ راست حضرت میر داؤد احمد صاحب کے غایت درجہ حسنِ انتظام کی مرہونِ منت تھی۔ میرے غیر نصابی مشاغل یا اخراجات تو کوئی نہیں تھے مگر اس محدود رقم میں گزارا بھی بہت مشکل تھا۔ ہوسٹل سے ایک وقت کا کھانا اس کی فیس میں شامل تھا۔ باقی وقتوں کے لیے خود بندوبست کرنا پڑتا۔ چنانچہ کوشش یہی ہوتی کہ اسی میں اتنی شکم پُری کر لی جائے کہ دوسرے دو وقتوں کی بھی حاجت براری کا سامان ہو جائے۔ اس کے علاوہ اگر بھوک بہت ہی نڈھال کر دے تو دو آنے کی گنڈیریاں اور بھنے ہوئے چنوں کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھا جاتا۔

چند ماہ اس حالت میں پیچ و تاب کھانے کے بعد مجبوراً ایک درخواست نظارت خدمتِ درویشاں کو بھجوائی کہ حضور اس عاجز پر رحم کریں اور اس وظیفہ میں کچھ اضافہ فرما دیں۔ کچھ روز بعد ناظر صاحب محترم حضرت میر داؤد احمد صاحب کے اپنے دستخطوں سے جواب آیا جس میں بڑی تفصیل سے ہر شے کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا کہ اخراجات کا تجزیہ (بریک ڈاؤن) کیا ہے؟ کتنی رقم یونیورسٹی کی فیس کے طور پر ادا کی جاتی ہے، کتابوں وغیرہ کے اخراجات کتنے ہیں، ہوسٹل کی فیس کیا ہے اور کھانے پینے اور ٹرانسپورٹ پر کتنی رقم خرچ ہوتی ہے؟

نوجوانی کا تیز خون تھا اور شاید مَیں کسی اور بات سے جھلّایا ہؤا بھی تھا۔ خط پڑھتے ہی میرا پارہ گرم ہوگیا کہ پیسے میرے باپ کے اور یہ حضرت کون ہیں ٹھیکیدار بنے بیٹھے۔ مَیں نے سوچا کہ ٹکا سا جواب دوں۔ چنانچہ کچھ وقت کے بعد مَیں نے جواب دینے کی نیت سے دوبارہ حضرت میر صاحب کا خط پڑھنا شروع کیا۔ خط کا دوبارہ پڑھنا تھا کہ میری کایا ہی پلٹ گئی۔ یہ تو کلام ہی کچھ اور تھا۔ یہ تو ایک محسن انسان کا خط تھا جو صحیح معنوں میں سچا ہمدرد اور غمخوار تھا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ایک یتیم کی خبرگیری اور کفالت کی ذمہ داریوں کا شفیق باپ کی طرح حق ادا کر رہا تھا۔ مَیں نے وہ خط ایک تبرّک کی طرح ربوہ میں اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ بدقسمتی سے میری ہجرت کے بعد محفوظ نہ رہ سکا مگر میرے دل میں وہ ہمیشہ کے لیے بس گیا۔ ایک انمٹ نقش کی طرح ثبت ہو گیا۔ اب بھی جب کبھی اس کی یاد آتی ہے آنکھیں آنسوؤں سے تر اور دل دعا سے لبریز ہو جاتا ہے۔

مَیں حضرت میر صاحب کے خط کا تحریراً جواب تو نہ دے سکا کیونکہ بعد میں حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ یونیورسٹی کے اس ''تعلیمی'' سلسلے کو جاری نہ رکھ سکا گرچہ ''رِڑتے کھِڑتے'' گریجویشن کر لی اور پھر ''براستہ بٹھنڈہ'' ایم اے کی ڈگری بھی لے لی۔ لیکن اپنے مقدس شہر سے دور بھاگنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ''گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔'' اس کے برعکس میرے وہ ساتھی جنہوں نے ٹِک کر تعلیم الاسلام کالج میں پڑھائی جاری رکھی وہ کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ استاذِ گرامی مکرم و محترم پروفیسر پرواز ی صاحب کے اردو کلاس کے شاگردوں میں میرا ہم جماعت اور عزیز دوست ڈاکٹر عبدالکریم خالد مادرِ علمی سے وابستہ رہا اور بعد ازاں پی ایچ ڈی کر کے علم و ادب کے افق کی انتہاؤں کو چھو گیا۔ اب مجھے اس کا فیصلہ اور کردار ہمیشہ قابلِ تحسین و افتخار دکھائی دیتا ہے اور خالد سعید کے مشورہ کی لپیٹ میں آنا محض ورغلانا اور پھسلانا لگتا ہے۔

یہ بظاہر ایک سادہ سا واقعہ تھا مگر اس میں حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحب مرحوم کا کردار میری زندگی سنوار دینے والا سبق آموز وسیلہ بن گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے اوصاف و محاسن کے فیض کا سلسلہ تا قیامت جاری رکھے۔ آمین۔

(مجلہ النور امریکہ، جولائی تا اکتوبر 2021ء)

قادیان کی روشن یادیں

پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف خان

ہمارے خاندان میں احمدیت

اباجی ڈاکٹر حبیب اللہ خان مشرقی افریقہ میں محکمہ صحت میں ڈاکٹر تھے۔ آپ کا تعلق پنجاب کے کٹر مولویوں کے خاندان سے تھا، جو قریشی، علوی، مفتی کے القابات سے مشہور تھے۔ ہندوستان بھر میں فتاویٰ دیتے پھرتے تھے، یہ لوگ احمدیت کے سخت مخالف تھے۔ اباجی کو تعلیم کے سلسلے میں مشہور معاندِ احمدیت مولوی اصغر علی روحی (پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور جو آپ کے پھوپھا تھے) کے گھر میں کچھ عرصہ رہنا پڑا تھا وہاں محفلوں میں احمدیت کی مخالفت میں طرح طرح کی باتیں ہوتیں جنہیں سن کر آپ بھی مخالف ہو گئے لیکن جب مشرقی افریقہ میں احمدیوں سے میل ملاپ ہوا تو انہیں عام مسلمانوں سے بدرجہا بہتر پایا۔ 1926ء میں بیعت سے مشرف ہو کر جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اپنے رشتہ داروں سے امتیاز ظاہر کرنے کے لئے اپنے نام کے ساتھ ''ابو حنیفی'' (یعنی دینِ حنیف پر) لکھنا شروع کر دیا، رشتہ داروں نے آپ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔ مجھے یاد ہے جب بھی خاندان میں کوئی تقریب ہوتی اباجی کے ساتھ بحث شروع ہو جاتی، اباجی ڈٹ کر مقابلہ کرتے، ہر بار احمدیت پر ایمان مزید مضبوط ہو جاتا۔

ہماری فیملی قادیان میں

ہم اباجی کے ساتھ مشرقی افریقہ میں رہ رہے تھے جبکہ دونوں بڑے بھائی (ڈاکٹر محمد حفیظ خان مرحوم اور محمد منیر خان شہید) اباجی کے کزن مولوی مدد علی عربی ٹیچر ہائی سکول شاہ کوٹ کے پاس رہ کر پڑھ رہے تھے جب اباجی احمدی ہوئے تو مولوی مدد علی نے دونوں بچوں کو احمدیت کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا، اباجی ان کے بارے میں فکر مند تھے۔

افریقہ میں ارد گرد کوئی خاطر خواہ سکول نہیں تھا۔ اکثر لوگوں نے اپنے بچوں کو ہندوستان میں قادیان یا دوسرے شہروں میں رشتہ داروں کے پاس تعلیم کے لئے بھجوایا ہوا تھا، چنانچہ اباجی نے احباب کے مشورہ سے اپنے خاندان کو قادیان میں رکھنے کا فیصلہ کیا۔ جماعتی نظام کے تحت پروفیسر ارجمند خان صاحب کے گھر واقع دارالرحمت کا نصف حصہ کرایہ پر لے لیا تھا اور بچوں کو گھر پر پڑھانے کے لئے حضرت بھائی عبدالرحمٰنؓ (مہر سنگھ) کی خدمات حاصل کر لی تھیں۔ ہم اکتوبر 1941ء میں قادیان پہنچے۔ ہمارا مکان "دوبیبیا" چوک میں واقع تھا (جس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ چوک میں شامل چاروں گھروں کے سربراہان نے دو دو شادیاں کی ہوئی تھیں)۔

میں اُس وقت تین چار سال کا چاق و چوبند لڑکا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد ماسٹر صاحب تشریف لاتے میں ماسٹر صاحب سے قاعدہ یسرنا القرآن کا سبق لیتا۔ میری زبان میں لکنت تھی۔ ماسٹر صاحب میرا لحاظ کرتے۔ ماسٹر صاحب نے مجھے محلے کے اطفال کی تنظیم میں شامل کروا دیا تھا۔ ناظم صاحب نے صبح نماز کے لئے صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھنے والے لڑکوں کے گروپ میں مجھے شامل کر لیا تھا۔

قادیان کے شب و روز

ابھی سکول میں داخل نہیں ہوا تھا، بڑے بھائی امرتسر میڈیکل سکول میں پڑھتے تھے، جو ہفتے کے بعد گھر آتے، جبکہ بھائی منیر قادیان کالج میں پڑھتے تھے، صبح نکلتے شام کی خبر لاتے۔ جونہی بھائی گھر سے نکلتے میں گلیوں میں مٹر گشت کرنے نکل جاتا، گھر میں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔

جمعہ کی چھٹی کے دن بھائی منیر ہفتے کا سودا سلف بازار سے لا دیتے تھے، میرا بھی ایک دکاندار سے تعارف کروا دیا تھا۔ امی مجھے اکثر فوری ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں لانے کے لئے بازار بھیجتیں، میں شارٹ کٹ کرتے ہوئے مسجد کے ساتھ والی گلی سے گزر کر گرلز ہائی سکول کے سامنے جا نکلتا اور ڈھاب کے کنارے کنارے چلتا ہوا بازار پہنچ جاتا۔ اتنا لمبا فاصلہ طے کرتے ہوئے اکثر مجھے جو چیز لانے کے لئے بازار بھیجا گیا ہوتا بھول جاتا اور پھر واپس لوٹنا پڑتا۔ آخر وہ مطلوبہ چیزوں کی فہرست اور نقدی میری جیب میں ڈال دیتیں، مجھے پڑھنا تو نہیں آتا تھا، میں فہرست اور پیسے دکاندار کو دے دیتا۔ وہ سودا اور بقایا نقدی مجھے دے دیتا۔

مجھ جیسے کھلنڈرے کے لیے بازار میں کریانے کی دکان کے علاوہ دیکھنے کی اور بھی کئی دلچسپ چیزیں ہوتیں، قسم ہا قسم کی دکانوں کے باہر کھڑے دیر تک دیکھتا رہتا، بعض دفعہ وقت گزرنے کا احساس نہ ہوتا، گھر جانے پر خوب کھنچائی ہوتی۔ ایک دکان پر گُڈی کاغذ سے مختلف طرز کی جاذبِ نظر پھولدار بیلیں اور گلدستے وغیرہ بنتے تھے۔ جس میں دکاندار کے علاوہ سات آٹھ لڑکے کام کرتے تھے، میں باہر کھڑا دیکھتا رہتا، کس طرح دکاندار کاغذ سے پتیاں کاٹ کر سرکنڈوں پر لپیٹتا اور لپٹی پتیوں کو دبا کر ان میں سلوٹیں ڈالتا اور الگ الگ کر دیتا کہ اصلی پتیاں معلوم ہوتیں۔ عام پتوں کے لئے سبز اور پھول پتیوں کے لئے مختلف رنگ کا کاغذ استعمال کرتا۔ لڑکے ان پتیوں کو دھاگے سے سرکنڈے کی پتلی پتلی ڈنڈیوں کے سروں پر باندھ دیتے یا لئی سے چپکا دیتے، ڈنڈیوں کو اکٹھا کر کے رنگ برنگ گلدستے تیار کیے جاتے۔ جو ہندو لوگ گھروں کی سجاوٹ کے لئے لے جاتے۔

زردے والا پان

بازار کے شروع میں مختلف خوشبوؤں میں رچی بسی پان والے کی دکان تھی، جہاں ہر وقت بھیڑ لگی رہتی، آرڈر پر آرڈر، زردے والا، قوام والا، سپاری والا، میٹھا، سادہ غرضیکہ ہر قسم کا پان لینے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا۔ کئی دفعہ دل چاہا میں بھی پان کھاؤں، مگر ہمت نہیں ہوئی کیونکہ میں نے کبھی گھر میں کسی کو پان کھاتے نہیں دیکھا تھا۔

ایک دن کسی بات پر خوش ہو کر امی نے مجھے ایک آنہ انعام دیا۔ آج پان کھانے کی خواہش پوری کرنے کا سنہری موقع تھا، بھاگا بھاگا، پان فروش کی دکان پر پہنچا۔ بہت خوش تھا کہ آج میں بھی پان کے خریداروں میں شامل ہوں، اپنی باری پر دکاندار کو آنے کا سکہ دیا، ''کس قسم کا پان لینا ہے؟'' مجھے گھر میں زردہ پسند تھا۔ ''زردے والا''۔ اگلے لمحے کاغذ میں لپٹی پان کی گلوری میرے ہاتھ میں تھی۔ صبر نہ کر سکا جونہی بازار سے نکلا گلوری کاغذ سے نکال منہ میں رکھ لی۔ کچھ مزیدار میٹھا لگا۔ البتہ سپاری چباتے ہوئے منہ بدمزہ ہو گیا، راستے کی ایک طرف پان تھوکتا تھا کہ اچانک طبیعت گھبرانے لگی، دل متلانے لگا، سر بھاری ہو گیا اور چکر آنے لگے۔ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ بخار میں اس طرح کی کیفیت ہو جایا کرتی تھی۔ میں نے گھبرا کر چلنے کی رفتار تیز کر دی، جب گرلز سکول کے سامنے پہنچا، قے آئی۔ کچھ عرصہ سڑک کے کنارے سر پکڑے بیٹھا رہا، جب طبیعت کچھ بحال ہوئی، گھر پہنچا، والدہ میری حالت دیکھ کر پریشان ہو گئیں، پوچھتی رہیں کیا ہوا، کیا ہوا، دعائیں کرتے ہوئے بستر پر لٹایا، پانی پینے سے انکار کر دیا، دل ابھی تک متلا رہا تھا۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی ڈرتے ڈرتے امی کو بتایا میں نے زردے والا پان کھایا تھا، سارا معاملہ سمجھ گئیں، مجھے کپڑا اوڑھا کر آرام سے سونے کے لئے کہا۔ جب اٹھا تو طبیعت بحال تھی، اس کے بعد جب بھی بازار جاتا، پان کی دکان سے کترا کر نکل جاتا

ارضِ خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست

سارا دن گھر میں اُتھل پتھل میں گزر جاتا، شام کو جب بھائی جان کالج سے گھر آتے، امی کی طبیعت گو نرم تھی پھر بھی وہ مجھ سے اتنی تنگ آئی ہوتیں کہ شکایت کرتیں کچھ گوشمالی ہوتی اور بس۔ آپا سکول گئی ہوتیں۔ امی میری دن بھر کی شرارتوں سے تنگ آکر مجھے دھیان لگانے کے لئے کوئی چیز لانے بازار بھیج دیتیں یا باہر کھیلنے کی اجازت دے دیتیں۔ اس وقت مجھے کوئی دوست نظر نہ آتا، سب سکول گئے ہوتے۔

میں نے اپنے لئے خود ایک کھلونا بنایا تھا بوٹ پالش کی خالی ٹین کی ڈبیہ کو ایک لمبی چھڑی کے کنارے پر کیل سے ٹھونک لیا تھا، دوسرے کنارے سے پکڑ کر چلتا تو ڈبیہ زمین پر پہیے کی طرح گھومتی یہ سادہ سا کھلونا میرا 'رہڑا' مجھے قادیان کی گلیوں میں دور دور لے جاتا۔

میں اکثر شمال کی طرف محلہ دارالعلوم میں بورڈنگ تحریکِ جدید اور پرانے جامعہ کے ساتھ سے گزر کر قریباً دو میل دور سیلابی بند (سڑک نواب صاحب) کے ساتھ محلہ دارالشکر نکل جاتا۔

محلہ دارالشکر میں

محلہ دارالشکر میں حاکم دین صاحب کی کوٹھی کے مشرق میں ملحقہ ہمارا آٹھ کنال زمین کا پلاٹ تھا جس کے گرد قدِ آدم دیوار تھی، ایک کونے میں دو کنال پر ہمارا گھر تعمیر ہو رہا تھا، باقی زمین میں آم، جامن، فالسہ اور امرود کے تناور پودے پھل دے رہے تھے۔ وہاں خوب مزا رہتا، درختوں پر چڑھتا اُترتا، جھولتا، پھل کھاتا، جب تھک جاتا، گھر واپسی پر گھر والوں کے لئے بھی پھل لے آتا۔

شمال میں کھلا میدان تھا جس کے شمالی کنارے کے ساتھ ساتھ ریلوے لائن گزرتی تھی، جس پر کوئی نہ کوئی گاڑی دھوئیں کے بادل اُڑاتی چھک چھک اور سیٹی بجاتی چکر کھاتی آتی جاتی نظر آتی، یہ نظارہ اتنا اچھا لگتا کہ گاڑی کے نظر سے اوجھل ہونے تک دیکھتا رہتا۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ محلہ دارالشکر کے کھلے میدان میں تعلیم الاسلام کالج کی سالانہ کھیلیں اور خدام الاحمدیہ کا اجتماع منعقد ہوا تھا، میں نے یہ درخت پر چڑھے چڑھے دیکھے تھے، کیونکہ بچوں کا داخلہ منع تھا۔

سوئمنگ پول

نواب صاحب کے باغ کو ٹیوب ویل کے پانی سے سینچا جاتا تھا۔ ٹیوب ویل کے پاس ہی سوئمنگ پول تھا۔ گرمیوں میں اکثر وہاں دوسرے شہروں اور قادیان کی ٹیم کے درمیان مقابلے ہوتے رہتے تھے، محلوں کی مساجد میں اعلان ہوتا، لوگ اپنی ٹیم کی حوصلہ افزائی کرنے جوق در جوق جاتے۔ عام طور پر یہ مقابلے عصر کی نماز کے بعد ہوتے۔ میں بھی اکثر دیکھنے چلا جاتا۔

ایک دن جبکہ میچ زوروں پر تھا، مجھے بھیڑ میں زمین پر پڑا ایک روپے کا سکہ ملا۔ وہیں باہر ایک چھابڑی والا آم لئے بیٹھا تھا۔ آم خریدے، اُسوقت لفافوں وغیرہ کا رواج تو نہیں تھا، چھابڑی والے نے میری قمیص کے دامن میں تول کر ڈال دیئے، میں سوئمنگ وغیرہ بھول کر مزے سے آم چوستا چوستا شام کو گھر پہنچ گیا۔

مسجدِ اقصیٰ قادیان

بھائی جان منیر مجھے جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے اندرون شہر مسجد اقصیٰ کھلی و تنگ گلیوں سے گزار کر لے جاتے، جہاں میں اکیلا جاتا گھبراتا اور جراَت نہ کرتا تھا۔ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوتی، کبھی کبھی حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانیؓ کی جھلک دیکھ پاتا۔ آپؓ اور اکثر لوگ سفید لباس میں ملبوس ہوتے۔ حضور خطبہ ارشاد فرماتے، اور جمعہ کی نماز پڑھاتے، آپا نے مجھے نماز تو یاد کرادی تھی، مگر ابھی کچی پکی تھی جو نماز پڑھتے ہوئے اکثر بھول جاتا۔

ایک یادگار وقارِ عمل

اس زمانے میں ایک سال بہت بارشیں ہوئیں، اتنی کہ ڈھاب لبالب بھر گئی۔ موسم گرما تھا محلوں میں ہم بچے برستی بارشوں میں خوب نہاتے اور گاتے

"کالیاں اٹاں کالے روڑ مینہ ورسادے زوروں زور"

لگتا تھا ہماری فرمائش پر بارش تیز ہو جاتی تھی۔ جگہ جگہ نشیبی جگہوں میں پانی کھڑا ہو جاتا اور ساری ساری رات مینڈکوں کے ٹرانے کی طرح طرح کی آوازوں کا شور مچا رہتا۔

اس دوران مسجد میں اعلان ہوا کہ شہر سے بہشتی مقبرے کی طرف جانے والا راستہ پانی کھڑا ہونے کی وجہ سے مسدود ہو گیا ہے، زائرین کو پانی میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ اس تکلیف کے پیش نظر وہاں پل بنانے کی تجویز ہوئی، اور وقارِ عمل کے لئے اعلان ہؤا۔ مقررہ دن خدام اور ہم اطفال اپنے محلوں سے صلِّ علیٰ پڑھتے ہوئے ٹولیوں میں وقتِ مقررہ پر موقعہ پر پہنچے، بھرپور حاضری تھی۔

اچانک نعروں سے میدان گونج اُٹھا، حضور بنفسِ نفیس وقارِ عمل میں حصہ لینے اور نگرانی کے لیے تشریف لائے تھے۔ لاؤڈ سپیکر پر کھدائی کا پروگرام نشر کیا گیا۔ جس کے مطابق مٹی ایک اونچی جگہ سے کھود کر پل کی جگہ پر تغاریوں کے ذریعے پہنچائی جانی تھی۔ مٹی کھودنے اور تغاریاں بھرنے والوں کا الگ الگ گروپ تھا۔ بھری تغاریوں کو منزلِ مقصود پر پہنچانے والے خدام اور انصار قطار بنائے کھڑے تھے جو اپنے سے اگلے خادم کو تغاری پکڑاتے جاتے اس طرح مٹی سے بھری تغاری منزلِ مقصود پر پہنچ جاتی۔ باہر کی قطار ہم اطفال تھے، ہم خالی تغاریاں ایک دوسرے کو پکڑاتے بھرائی کی جگہ پر پہنچاتے جاتے۔

خوش قسمتی سے مجھے اس قطار میں جگہ ملی جہاں سامنے مٹی گرائی جارہی تھی میں حضرت صاحبؓ کو سامنے دیکھ سکتا تھا، آپ سفید پگڑی اور قمیص شلوار میں ملبوس پہرہ داروں اور خدام سے گھرے کھڑے تھے، جو بھری تغاریاں ہاتھوں میں لے کر بھرائی کی جگہ پر ڈال رہے تھے۔ یہ نظارہ اب تک میری یادوں میں ثبت ہے۔

دو تین گھنٹوں میں پُل بن گیا، حضورؓ نے مختصر خطاب فرمایا، دعا کرائی اور ہم شاداں و فرحاں مغرب کی نماز سے پہلے گھر لوٹے۔ الحمدللہ۔

سترہ دن کی چھٹی

1943ء کی بات ہے اباجی جو مشرقی افریقہ میں کیمبوگوٹو کے ٹی بی سینیٹوریم میں کئی سالوں سے ڈاکٹر تھے، گلے کی غدودوں میں انفیکشن کے باعث سخت بیمار ہو گئے۔ دعائیں کیں علاج کروایا مگر بیماری تھی کہ قابو میں نہیں آرہی تھی۔ دعا کر کے سوئے تھے کہ آواز آئی 'تمہیں 17 دن کی چھٹی دی جاتی ہے۔'

افریقہ میں اکیلے تھے، فیملی قادیان میں تھی۔ چھٹی لے کر افریقہ سے قادیان تشریف لائے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خواب لکھ کر دعا کی درخواست کی۔ کچھ دن بعد حضورؓ کا جواب آیا "ڈاکٹر صاحب آپ کیوں گھبراتے ہیں، خواب میں آپ کو سترہ سال سے کہیں زیادہ سالوں کی عمر کی بشارت دی گئی ہے۔" الحمدللہ۔

چنانچہ اباجی نے 17 ستمبر 1974ء کو ربوہ میں 89 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، آمین۔

قادیان میں اباجی کی مصروفیات

اپنی بیماری کے باعث اباجی بھائی محمد حفیظ خان (جو میڈیکل سکول امرتسر میں تیسرے سال میں پڑھ رہے تھے) کی شادی کے فرض سے جلد سبکدوش ہونا چاہتے تھے۔ آپ کو واپس ڈیوٹی پر بھی پہنچنا تھا۔ الفضل میں ضرورتِ رشتہ کا اشتہار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فضل کیا حضرت مرزا برکت علی صاحب کی دخترِ نیک اختر سے رشتہ طے پایا۔

اباجی نے موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے تمام غیر احمدی رشتہ داروں کو بغرض تبلیغ شرکت کرنے کی دعوت دی، تاکہ قادیان آکر خود ماحول دیکھیں۔ مہمانوں میں اباجی کے رشتہ دار مولوی مدد علی صاحب بھی شامل تھے جو احمدیت کے معاند تھے، (جن کے پاس رہ کر بھائی حفیظ پڑھتے رہے تھے)۔ موصوف کو اپنے علم پر بڑا مان تھا۔ دو تین دن قادیان میں ٹھہرے، اس دوران "الفضل" میں بھائی جان کی شادی کی خبر دعا کی درخواست کے ساتھ شائع ہوئی۔ مولوی موصوف نے اباجی سے الفضل کا شمارہ لیا۔ اعلان کے الفاظ کی شستگی اور دعا کی درخواست سے جل بھن گئے اور یہ کہتے ہوئے کہ "دیکھتا ہوں تمہارے خلیفہ اور تمہاری دعائیں کیسے قبول ہوتی ہیں، میں پیش گوئی کرتا ہوں، یہ شادی مہینہ بھی نہیں چلے گی"۔ میری عمر اس وقت پانچ چھ سال ہوگی مجھے یاد ہے، مولوی نے بہت شور و غوغا مچایا تھا کہ یہ واقعہ میری یادداشت میں اب تک نقش ہے۔ الفضل کا شمارہ جس رعونت سے طے کر کے اپنے تھیلے میں گھسیڑا، اس سے ان کی احمدیت سے تعصب کی غمازی ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احباب کی دعاؤں کے طفیل اب اس جوڑے سے آٹھ کنبے جرمنی، امریکہ اور کینیڈا میں کئی خاندانوں میں پھیلے خلیفۂ وقت اور جماعت کی دعاؤں کی قبولیت کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔

میرا سکول میں داخلہ۔ ہماری کچی پہلی جماعت

قادیان میں اباجی کا دوسرا کام مجھے تعلیم الاسلام پرائمری سکول میں داخل کرانا تھا۔ میرے لئے سکول اور سکول کا ماحول ایک حیرت کدہ سے کم نہ تھا۔

ہماری کلاس ہائی سکول اور کالج کے درمیانی درختوں کی قطار میں ایک گھنے شیشم کے درخت کی چھاؤں میں بیٹھتی تھی۔ سکول شروع ہونے سے دس منٹ پہلے کلاس کا مانیٹر دو تین لڑکوں کو ساتھ لیے سٹور سے چٹائیاں، بلیک بورڈ اور ماسٹر صاحب کے لئے کرسی اٹھوا لاتا۔ چٹائیاں تین قطاروں میں بچھا دی جاتیں۔ جونہی دعا کی گھنٹی بجتی ہم سکول کے وسیع صحن میں مانیٹر کے پیچھے قطار باندھے کھڑے ہو جاتے۔ تین خوش الحان لڑکے ڈائس سے حمدِ باری تعالیٰ کے الفاظ کہلواتے اور ہم سب بیک آواز دہراتے کہ فضا حمدِ باری تعالیٰ سے گونج اُٹھتی:

میری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالمِ کون کا اک خدا ہے

وہ ہے ایک اُس کا نہیں کوئی ہمسر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر

اسی نے ہے پیدا کیا اس جہاں کو
ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو

نہ ہے باپ اس کا نہ ہے کوئی بیٹا
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

پہاڑوں کو اس نے ہی اونچا کیا ہے
سمندر کو اس نے ہی پانی دیا ہے

یہ دریا جو چاروں طرف بہہ رہے ہیں
اسی نے تو قدرت سے پیدا کیے ہیں

سمندر کی مچھلی ہوا کے پرندے
گھریلو چرندے بنوں کے درندے

سبھی کو وہی رزق پہنچا رہا ہے
ہر اک اپنے مطلب کی شے کھا رہا ہے

دعا کے بعد جونہی فضا میں پہلی گھنٹی کی آواز گونجتی ہم واپس اپنی کلاس میں لوٹ آتے۔ ہمارے انچارج ٹیچر حضرت ماسٹر محمد بخش سولنگیؓ صاحب تشریف لاتے تو مانیٹر آگے بڑھ کر سلام کہتا، مانیٹر کے "کلاس سٹینڈ" کے جواب میں ساری کلاس کھڑی ہو جاتی۔ مانیٹر آگے بڑھ کر سائیکل پکڑ کر درخت کے تنے کے ساتھ کھڑا کر دیتا۔ ماسٹر صاحب السلام علیکم کہتے، ہم وعلیکم السلام عرض کرتے۔ ماسٹر صاحب حاضری لیتے ہم لبیک۔ لبیک کہتے اور باقاعدہ پڑھائی کا آغاز قاعدہ یسرنا القرآن کے سبق سے ہوتا۔ پھر نماز کے سبق کی دہرائی ہوتی، ماسٹر صاحب آموختہ سنتے، اپنے کُرتے کی جیب سے موٹی سی مسواک نکالتے اور آموختہ نہ سنا سکنے والوں کے ہاتھ پر دو تین بار آہستہ سے مار کر ٹوکن سزا دیتے اور آئندہ یاد کر کے آنے کی تلقین کرتے۔

محترم ماسٹر صاحب نہایت سادہ طبیعت، شفیق، سفید، ڈھیلی ڈھالی پگڑی، قمیص اور تہبند میں ملبوس بڑی محبت سے پڑھاتے۔ ماسٹر صاحب کا مسکراتا ہوا بزرگ چہرہ اب تک میری یادوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے، آمین۔

تفریح کی گھنٹی کے ساتھ ہی بستوں سے لنچ کے ڈبے نکل آتے۔ ساتھ ہی ظہر کی آذان کی آواز مسجد نور سے آتی۔ سفید کپڑوں میں ملبوس سکول اور کالج کے طلباء قطار در قطار مسجد پہنچتے۔ نماز اور درس کے بعد ہم قطاروں میں واپس کلاسوں میں پہنچ

جاتے۔ اور پڑھائی شروع ہو جاتی۔ گھر کے لیے کام دیا جاتا۔ آخری گھنٹہ شروع ہونے کے ساتھ ہی بستے سنبھال لیتے۔ چٹائیاں، بلیک بورڈ اور کرسی سٹور میں پہنچا دی جاتی۔ اس دوران کلاس دو قطاروں میں بٹ جاتی اور باری باری پہاڑے کہلوائے جاتے۔

اِک دُونی دُونی، دو دُونی چار .... اِک چوکا چوکا، دو چوکے آٹھ .... اِک ساتا ساتا دو ساتے چوداں۔ یہ سلسلہ چھٹی کی لمبی گھنٹی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا۔

چٹائیوں سے اُڑی دھول میں کوئی بستہ لئے مشرق اور کوئی شمال کا رُخ کرتا میں بوٹ کی ٹھوکروں سے پتھروں سے کھیلتا، دھول اُڑاتا، لاپرواہ قدموں کے ساتھ گھر کی راہ لیتا۔ کچھ شام کی کھیلوں کا پروگرام بناتے ہوئے تیز قدم چلتے ہوئے گلیوں اور گھروں کے کھلے کواڑوں میں غائب ہو جاتے۔

بچپن کی خواہشیں

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی سادہ سی عمارت کے مقابل کالج کی شاندار بارُعب عمارت کے کشادہ اور وسیع برآمدے اور لمبی لمبی راہداریاں ہم جیسے کچی پکی میں پڑھنے والوں کو کھلے عام چھپن چھپائی اور بھاگ دوڑ کرنے کی دعوت دیتیں۔ دو تین بار پہریدار نے سرزنش کی اور ہماری شامت کہ مجھے بھائی منیر (جو بی ایس سی کے طالب علم تھے، اس وقت لیبارٹری میں پریکٹیکل کر رہے تھے) نے کھڑکی سے بھاگتے دوڑتے دیکھ لیا۔ گھر گئے خوب کھنچائی ہوئی اور ہمارے لئے کالج میں داخلہ ممنوع ٹھہرا لیکن ہمارے دوست اس نعمت سے چھپے چھپائے برابر مستفید ہوتے رہے۔ ہم کالج کی شاندار عمارت کا دور دور سے نظارہ کرتے رہتے۔

سکول میں داخلے پر میں گھبرایا تو آپا نے تسلی دیتے ہوئے بتایا تھا کہ سکول سے کالج کہیں بڑا ہوتا ہے۔ سکول میں بچے اور کالج میں بھائی جان پڑھتے ہیں۔ جب سکول پاس کر لیتے ہیں تو کالج میں داخلہ لیتے ہیں۔ بڑی بڑی کتابیں پڑھتے ہیں (پھر بات سمجھ میں آئی کہ بھائی منیر کی میز پر اتنے بڑے بڑے "کتابے" کیوں پڑے رہتے ہیں)۔ بھائی منیر کا کمرہ بیٹھک کے طور پر بھی استعمال ہوتا تھا۔ الماری میں تصویروں سے مزیّن کتابوں کے علاوہ رنگ برنگ تصویروں والے رسالے بھی تھے۔ شومیٔ قسمت میں نے ایک رسالہ کھسکا کر اس میں سے تصاویر کاٹ لیں۔ آخر پکڑا گیا، کھنچائی ہوئی اور بھائی جان کے کمرے میں بھی میرا داخلہ ممنوع ٹھہرا۔

بدلتے وقت۔ پاکستان کے لیے مہاجرت

1947ء کے موسم گرما کی چھٹیوں کے ساتھ ہی قادیان میں آہستہ آہستہ غیر مانوس چہروں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ لوگ سامان تانگوں، گڈوں پر لیے آ جا رہے تھے، قادیان کے پر سکون ماحول میں ایک غیر مانوس سی بے چینی سرایت کر رہی تھی۔ محلے کی مسجد میں لوگوں نے بستر لگا لیے تھے۔ ہم بچوں کا باہر نکلنا منع ہو گیا تھا۔ بھائی حفیظ امر تسر سے کئی دن سے آئے ہوئے تھے۔ سرِ شام سب لوگ گھروں میں بند ہو جاتے۔ وہ جو رستے بستے شہر میں زندگی کی ایک خاص گہما گہمی سی ہوتی ہے سرِ شام ماند پڑنے لگی۔ ایک ان جانا خوف اور ہراس دارالامان پر اپنا مکروہ سایہ پھیلائے جا رہا تھا۔ اب تو ناگہاں کبھی کبھی شام کے وقت گولیاں چلنے کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں۔

گھر کے بڑے پاکستان جانے کے منصوبے سوچتے رہتے۔ مسئلہ ضعیف والدہ کا تھا کہ اگر پیدل قافلے میں جانا پڑا تو اتنا لمبا سفر کیسے کر سکیں گی۔ گھر کے سٹور میں ایک بچوں کی ریڑھی پڑی تھی۔ اسے صاف کر کے تیل وغیرہ دیا گیا۔ منصوبہ یہ تھا کہ سفر میں اس میں رضائیاں وغیرہ بچھا کر والدہ کو بٹھایا جائے گا۔ جب سب تیاری ہو گئی تو ٹیسٹ کرنے کے لئے مجھے اس گاڑی میں بٹھایا گیا تو ایک پہیہ اِدھر دوسرا اُدھر چلا گیا یعنی یہ کوشش بیکار گئی۔ سب پریشانی میں دعائیں کر رہے تھے۔ ابا جی افریقہ میں پریشان تھے۔

بھائی منیر شام کو خبریں لاتے۔ بسوں کے ایک دو قافلے قادیان سے جا بھی چکے تھے۔ ایک صبح ہم تیار ہو کر گئے بسیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ نفسا نفسی کا عالم تھا۔ ظاہر ہے ہم نو افراد کو کہاں جگہ ملتی اتنی مایوسی تھی کہ بڑوں نے سوچا پتہ نہیں ہمارا کیا بنتا ہے کم از کم ہم میں سے کوئی ایک تو بچ جائے۔ قرعہ میرے نام پڑا۔ میرے دو تین کپڑے، کچھ روٹیاں ایک بچکی میں باندھ دی گئیں۔ کچھ نقدی میری قمیص میں سی دی گئی اور کچھ میری جیب میں۔ لاہور میں خالہ زاد بھائی نور احمد کے گھر کا پتہ 'بیرون موچی گیٹ، برکت علی روڈ، 5 قمر منزل، لاہور، لکھ کر میری جیب میں اور بچکی میں خط کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ مجھے ہر ایک نے آنسو بھری آنکھوں سے سسکیاں لیتے اور دعائیں کرتے بھائی منیر کے ساتھ روانہ کیا۔

جب ہم تعلیم الاسلام کالج کی گراؤنڈ میں پہنچے، کھچا کھچ بھری چار پانچ بسوں کے گرد لوگوں کا ایک اژدھام تھا۔ ایک طرح کی چیخ و پکار تھی۔ بھائی منیر نے مجھے بازوؤں میں اٹھالیا اور ایک بھری بس کی کھلی کھڑکی میں اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔ گھبراہٹ میں مَیں نے رونا شروع کر دیا۔ دو دفعہ کی کوشش رائیگاں گئی۔ بسیں چلی گئیں اور ہم مایوسی کے عالم میں گھر واپس لوٹ آئے۔

نااُمیدی میں اُمید

سخت مایوسی تھی۔ طرح طرح کے منصوبے بنتے اور ٹوٹتے۔ ایک شام جب

دروازہ بند کر کے مایوس بیٹھے تھے، دروازہ کھٹکا، سب ڈر گئے۔ پاس جا کر پوچھا: کون ہے؟ باہر سے خالہ زاد بھائی نور احمد کی مخصوص آواز تھی "میں نور احمد"۔ دروازہ کھولا، سب سے گلے ملے۔ انہوں نے بتایا وہ ایک فوجی ٹرک لے کر ہمیں لینے آئے ہیں۔ صبح سے ہمارے گھر کا پتہ کرتے کرتے اب ہم تک پہنچے ہیں۔ ہم سب نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کیسے ناامیدی میں امید پیدا کر دی۔ الحمد للہ۔

اگلی صبح ہم تیار ہو کر بسوں کی طرف روانہ ہوئے۔ ہمارے ٹرک میں بھی لوگ سوار ہو چکے تھے۔ تِل رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ کسی نہ کسی طرح ہمارے لیے جگہ بنائی گئی۔ بے جی (والدہ) بھائی منیر کو بار بار کہتیں اور التجائیں کرتیں کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو مگر انہوں نے کہا میری ڈیوٹی ہے میں بعد میں آؤں گا اور بھیڑ میں گم ہو گئے۔ والدہ دیر تک اداسی میں روتی رہیں۔

سفر ہجرت

ہماری کانوائے میں سات بسیں تھیں، موسمِ برسات اور ٹریفک کی وجہ سے سڑک پر جا بجا کھڈے پڑے ہوئے تھے، بسیں رینگنے کی رفتار سے چل رہی تھیں۔ جب شام ہوئی ہم امرتسر شہر کے مضافات میں داخل ہو رہے تھے کہ ایک بس کا انجن فیل ہو گیا۔ بھائی نور احمد فوج میں موٹر مکینک تھے، رات اندھیری تھی کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا، بیٹری مہیا نہیں تھی۔ پتہ کیا گیا کسی کے پاس ماچس ہے آخر ایک سگرٹ نوش کام آئے۔ ماچس کی تیلیاں جلا جلا کر تاریں جوڑیں اور بس سٹارٹ ہو گئی۔ سب نے شکر ادا کیا۔

بھائی حفیظ پہلے ہی لاہور پہنچ چکے تھے انہوں نے کرشن نگر میں ایک گھر آلاٹ کروالیا تھا۔ ڈاکٹر تھے بازار میں ایک ہومیوپیتھک ڈاکٹر کی دکان الاٹ ہو گئی تھی۔ بھائی جان ہومیوپیتھک کی چھوٹی چھوٹی شیشیاں لے کر آتے ہم انہیں صاف کرتے اور لنڈے بازار میں بیچ کر کچھ نقدی مل جاتی۔ افراتفری کا زمانہ تھا۔ بے جی (والدہ) نے کچھ نقدی بچار کھی تھی جس سے گزارا ہو رہا تھا۔

بھائی منیر کی شہادت

ہم لاہور میں ٹھہر کر بھائی منیر کے قادیان سے آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ ناگہاں دفتر سے بھائی کی شہادت کی اطلاع ملی۔ تفصیل کے مطابق بھائی جان سکھ حملہ آوروں کا مقابلہ اباجی کی دونالی بندوق سے کئی دن کرتے رہے۔ آخر سکھوں نے رات کے اندھیرے میں گھر کی پچھلی دیوار پھاند کر پیٹ میں چھرا گھونپ کر شہید کر دیا۔ جب خدام اگلی صبح پتہ کرنے گئے تو بھائی کو صحن کے درمیان میں چت پڑے پایا۔ انتڑیاں باہر پھیلی ہوئی تھیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس خبر پر بے جی اور بڑوں کا غم سے برا حال تھا۔ اب ہمارا لاہور میں ٹھہرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ لاہور میں بھی افراتفری تھی بسوں پر بڑی بھیڑ تھی۔ ہم نے لاہور سے سو میل دور اپنے آبائی گاؤں چک سان جانا تھا۔ آخر ایک گڈے والے نے چک سان پہنچانے کی حامی تین چار سو روپے میں بھر لی۔

ہم اور ہمارا جو بھی اثاثہ تھا، گڈے پر لد کر آہستہ آہستہ منزلِ مقصود کی طرف بڑھنا شروع ہوئے۔ مجھے شاہدرہ کی سڑک اب بھی یاد ہے جس کے دونوں طرف کھجور کے لمبے لمبے درخت تھے۔ رستے میں بیلوں کے آرام کے وقت ہم بھی نیچے اُتر کے کھیس وغیرہ بچھا کر آرام کر لیتے۔ ہماری سواری ساری رات چلتی رہتی آخر کار سو میل کا یہ سفر اللہ کر کے ختم ہوا اور ہم چوتھے دن اپنے گاؤں پہنچ گئے۔ جان میں جان آئی۔

دادی جان اور گاؤں کے لوگ ہمارے منتظر تھے۔ دادی جان ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ ہم اپنے پکے گھر میں خوب دوڑے پھرے۔ بے سروسامانی کی حالت تھی، بھائی منیر کی شہادت سے سب نڈھال تھے، بے جی کا برا حال تھا، ہر وقت دروازے کی طرف نظریں گاڑے رکھتیں کہ منیر اب آیا کہ اب آیا۔

یہ تھیں میری قادیان دارالامان کی روشن یادیں۔ پھر پاکستان میں میری زندگی کا ایک نیا باب شروع ہو گیا ؏

اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں

آزمائش اور امتحان کے بغیر تمہیں چھوڑا نہیں جائے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا: "سب سے زیادہ خوف اس وقت ہوتا ہے جب انسان یہ دیکھے کہ دنیوی طاقتیں اسے مٹا رہی ہیں اور سب سے کم خوف نہ ہونے کے برابر اس وقت ہوتا ہے جب انسان یہ محسوس کرے کہ جو سب سے زیادہ طاقتور ہے اللہ ہمارا، وہ ہماری مدد کے لئے ہمارے پاس کھڑا ہے اور دشمن ہمیں ایذا تو پہنچا سکتا ہے کچھ خوف کے حالات تو پیدا کر سکتا ہے لیکن اپنے منصوبہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

(از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ، 11 دسمبر 1981ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

میاں اور بیوی کے لیے حضرت مصلح موعودؓ کے اقوال وعائلی زندگی سے نمونہ اور نصائح

امۃ الباری ناصر

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (الفرقان:75)

انسانی تمدن میں مرد اور عورت کے مقام میں عدم توازن نے ہمیشہ مسائل پیدا کیے ہیں۔ یہ اونچ نیچ اسلام کی تعلیم نہیں، حکمرانی کے شوقین افراد کا جبر ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ معاشرے میں عورت کو اُس کا صحیح مقام دلوانے کے زبردست داعی تھے۔ بحیثیت میاں بیوی مرد عورت کے فرائض اور حقوق میں بھی مشرقی و مغربی تہذیب و تمدن کے غلط اثرات کو دور کرکے قرآن و سنت نبوی ﷺ کے مطابق صحیح اسلامی تعلیم سے روشناس کرایا اس کے لیے آپؓ دیگر مذاہب میں میاں بیوی کے تعلق سے نظریات پیش کرکے اسلام کی خوبیاں بیان فرماتے ہیں۔

اگر ہم دیگر مذاہب کا میاں بیوی اور شادی بیاہ کے امور کے متعلق جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تورات میں عورت مرد کے تعلق میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ عورت چونکہ مرد کی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اس وجہ سے وہ اس سے مل کر ایک بدن ہوجائے گا اور مرد کو طبعاً عورت کی طرف رغبت رہے گی۔ یہ کہ ان کا مل کر رہنا اچھا ہوگا یا نہیں اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا صرف فطری تعلق کو لیا گیا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ مرد عورت کا تعلق ادنیٰ درجے کے لوگوں کا کام ہے اگر کوئی اعلیٰ درجے کا انسان بننا چاہے اور آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا چاہے تو اسے چاہیے کہ خوجہ بن جائے مطلب یہ کہ اصل نیکی شادی نہ کرنے میں ہے ہاں جو برداشت نہ کرسکے وہ شادی کرلے۔

ہندو مذہب نے شادی کی ضرورت پر کچھ نہیں لکھا صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ شادی ان کے دیوتا بھی کرتے تھے پھر بندے کیوں نہ کریں گے مگر ساتھ ہی بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ نجات کا اصل ذریعہ یہ ہے کہ انسان سب دنیا سے الگ ہو کر عبادت کرے۔

منوجی نے جن کی تعلیم ہندو مانتے ہیں یہ بھی بتایا ہے کہ پچیس سال تک کنوارا رہنا چاہیے پھر پچیس سال تک شادی شدہ رہے۔ لیکن وید اس بارے میں بالکل خاموش ہیں جو ہندوؤں کی اصل مقدس کتاب ہے۔ شادی کی ضرورت، اس کی حقیقت اور اس کے نظام وغیرہ کے متعلق منو وغیرہ بھی خاموش ہیں۔

بدھ مذہب نے شادی نہ کرنے کو افضل قرار دیا ہے کیونکہ پاکیزہ اور اعلیٰ خادمان مذہب کے لیے شادی کو منع کیا ہے خواہ عورت ہو خواہ مرد۔ اور یہی جین مذہب کی تعلیم ہے۔

(ماخوذ از فضائل القرآن نمبر 3 صفحہ 160 تا 161)

اسلام میں عورت سے حسن سلوک کی تعلیم

”صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورتوں کی انسانیت کو نمایاں کر کے دکھایا۔ اور رسول کریم ﷺ ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے عورتوں کے بلحاظ انسانیت برابر کے حقوق قائم کیے۔ اور وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ کی تفسیر لوگوں کے اچھی طرح ذہن نشین کی۔ آپ کے کلام میں عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور اُن کے حقوق اور اُن کی قابلیتوں کے متعلق جس قدر ارشادات پائے جاتے ہیں اُن کا دسواں حصہ بھی کسی اور مذہبی پیشوا کی تعلیم میں نہیں ملتا۔ آج ساری دنیا میں یہ شور مچ رہا ہے کہ عورتوں کو اُن کے حقوق دینے چاہئیں اور بعض مغرب زدہ نوجوان تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ عورتوں کو حقوق عیسائیوں نے دیے ہیں۔ حالانکہ عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں اسلام نے جو وسیع تعلیم دی ہے عیسائیت کی تعلیم اُس کے پاسنگ بھی نہیں ہے۔

عربوں میں رواج تھا کہ ورثہ میں اپنی ماؤں کو بھی تقسیم کرلیتے تھے مگر اسلام نے خود عورت کو وارث قرار دیا۔ بیوی کو خاوند کا، بیٹی کو باپ کا اور بعض صورتوں میں بہن کو بھائی کا بھی۔ غرض فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ

یعنی انسانی حقوق کا جہاں تک سوال ہے عورتوں کو بھی ویسا ہی حق حاصل ہے جیسے مردوں کو۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں اور عورتوں کو یکساں احکام دیے ہیں اسی طرح انعامات میں بھی اُنہیں یکساں شریک قرار دیا ہے۔ اور جن نعماء کے مرد مستحق ہوں گے اسلامی تعلیم کے تحت قیامت کے دن

وہی انعامات عورتوں کو بھی ملیں گے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے نہ اس دُنیا میں اُن کی کوئی حق تلفی کی ہے اور نہ اگلے جہان میں اُنہیں کسی انعام سے محروم رکھا ہے۔ ہاں آپ نے اس بات کا بھی اعلان فرمایا ہے کہ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ یعنی حقوق کے لحاظ سے تو مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں لیکن انتظامی لحاظ سے مردوں کو عورتوں پر ایک فوقیت حاصل ہے۔ اُس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے ایک مجسٹریٹ انسان ہونے کے لحاظ سے تو عام انسانوں والے حقوق رکھتا ہے۔ اور جس طرح ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کو بھی ظلم اور تعدی کی اجازت نہیں اُسی طرح مجسٹریٹ کو بھی نہیں۔ مگر پھر بھی وہ بحیثیت مجسٹریٹ اپنے ماتحتوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور اُسے قانون کے مطابق دوسروں کو سزا دینے کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح تمدنی اور مذہبی معاملات میں مردوں کو اللہ تعالیٰ نے قوّام ہونے کی وجہ سے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ لیکن دوسری طرف اُس نے عورتوں کو استمالتِ قلب کی ایسی طاقت دے دی ہے جس کی وجہ سے وہ بسا اوقات مردوں پر غالب آجاتی ہیں۔ بنگالہ کی جادوگر عورتیں تو جیسا کہ عام مشہور ہے مردوں پر جادو سا کر دیتی ہیں۔ پس جہاں مرد کو عورت پر ایک رنگ میں فوقیت دی گئی ہے وہاں عورت کو استمالت قلب کی طاقت عطا فرما کر مرد پر غلبہ دے دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے بسا اوقات عورتیں مردوں پر اس طرح حکومت کرتی ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب کاروبار ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ در اصل ہر شخص کی الگ الگ حکومت ہوتی ہے۔ جہاں تک احکام شرعی اور نظام کے قیام کا سوال ہے اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت دے دی ہے۔

مثلاً شریعت کا یہ حکم ہے کہ کوئی لڑکی اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتی۔ یہ حکم ایسا ہے جو اپنے اندر بہت بڑے فوائد رکھتا ہے۔ یورپ میں ہزاروں مثالیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ بعض لوگ دھوکے باز اور فریبی تھے مگر اس وجہ سے کہ وہ خوش وضع نوجوان تھے انہوں نے بڑے بڑے گھرانوں کی لڑکیوں سے شادیاں کر لیں اور بعد میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن ہمارے ملک میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ رشتہ کی تجویز کے وقت باپ غور کرتا ہے، والدہ غور کرتی ہے۔ بھائی سوچتے ہیں۔ رشتہ دار تحقیق کرتے ہیں اور اس طرح جو بات طے ہوتی ہے وہ بالعموم ان نقائص سے پاک ہوتی ہے جو یورپ میں نظر آتے ہیں۔ یورپ میں تو یہ نقص اس قدر زیادہ ہیں کہ جرمنی کے سابق شہنشاہ کی بہن نے اسی ناواقفی کی وجہ سے ایک باورچی سے شادی کر لی۔ اُس کی وضع قطع اچھی تھی۔ اور اُس نے مشہور یہ کر دیا تھا کہ وہ روس کا شہزادہ ہے۔ جب شادی ہو گئی تو بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو کہیں باورچی کا کام کیا کرتا تھا۔ یہ واقعات ہیں جو یورپ میں کثرت سے ہوتے رہتے ہیں۔ ان واقعات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مردوں کو قوام ہونے کے متعلق جو کچھ فیصلہ کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ شریعت کا اس سے یہ منشاء نہیں کہ عورتوں پر ظلم ہو یا اُن کی کوئی حق تلفی ہو بلکہ شریعت کا اس اعتبار سے یہ منشاء ہے کہ جن باتوں میں عورتوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے اُن میں عورتوں کو نقصان سے محفوظ رکھا جائے۔ اسی وجہ سے جن باتوں میں عورتوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اُن میں اُن کا حق خدا تعالیٰ نے خود ہی اُنہیں دے دیا ہے۔ پس قرآن کریم نے جو کچھ کہا ہے وہ اپنے اندر بہت بڑی حکمتیں اور مصالح رکھتا ہے۔ اگر دنیا ان کے خلاف عمل کر رہی ہے تو وہ کئی قسم کے نقصانات بھی برداشت کر رہی ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام کے خلاف عمل پیرا ہونا کبھی نیک نتائج کا حامل نہیں ہو سکتا۔

آخر میں وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ فرما کر اس طرف توجہ دلائی۔ کہ یاد رکھو عورتوں پر فوقیت ہم نے نہیں دی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس سے ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔ اور ان کے حقوق کو پامال کرنا شروع کر دو۔ دیکھو تم پر بھی ایک حاکم ہے جو عزیز ہے۔ یعنی اصل حکومت خدا تعالیٰ کی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ مرد اس حکومت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ اور حکیم کہہ کر اس طرف توجہ دلائی کہ ضبط و نظم کے معاملات میں جو اختیار ہم نے مردوں کو دیا ہے یہ سراسر حکمت پر مبنی ہے ورنہ گھروں کا امن برباد ہو جاتا۔ چونکہ میاں بیوی نے مل کر رہنا ہوتا ہے اور نظام اُس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ ایک کو فوقیت نہ دی جائے اس لیے فوقیت مرد کو دی گئی اور اس کی ایک اور وجہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ مرد اپنا روپیہ عورتوں پر خرچ کرتے ہیں اس لیے انتظامی امور میں انہیں عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 512 تا 514)

شادی برائے تکمیل انسانیت

"... انسانیت ایک جوہر ہے یہ کہنا کہ انسانیت مرد ہے یا یہ کہنا کہ انسانیت عورت ہے غلط ہے۔ انسانیت ایک علیحدہ چیز ہے۔ وہ نفسِ واحدہ ہے۔ اس کے دو ٹکڑے کیے گئے آدھے کا نام مرد ہے اور آدھے کا نام عورت جب یہ دونوں نہ ملیں گے اُس وقت تک وہ چیز مکمل نہیں ہو گی وہ تب ہی کامل ہو گی جب اُس کے دونوں ٹکڑے جوڑ دیے جائیں گے۔

یہ اسلام نے عورت مرد کے تعلق کا اصل الاصول بتایا ہے کہ مرد اور عورت علیحدہ علیحدہ انسانیت کے جوہر کے دو ٹکڑے ہیں اگر انسانیت کو مکمل کرنا چاہتے ہو تو ان دونوں ٹکڑوں کو ملانا پڑے گا ورنہ انسانیت مکمل نہ ہو گی اور جب انسانیت مکمل نہ ہو گی تو انسان کمال حاصل نہ کر سکے گا۔

...اب دیکھو! یہ کتنی بڑی اخلاقی تعلیم ہے جو اسلام نے دی ہے۔ اس لحاظ سے جو مرد شادی نہیں کرتا وہ مکمل مرد نہیں ہو سکتا اسی طرح جو عورت شادی نہیں کرتی وہ مکمل عورت نہیں ہو سکتی پھر جو مرد اپنی عورت سے حسن سلوک نہیں کرتا وہ بھی اس تعلیم کے ماتحت اپنا حصہ آپ کاٹتا ہے اسی طرح جو عورت مرد کے ساتھ عمدگی سے گزارا نہیں کرتی وہ بھی اپنے آپ کو نا مکمل بناتی ہے اور اس طرح انسانیت کا جزو نامکمل رہ جاتا ہے۔"

(ماخوذ از فضائل القرآن نمبر 3 صفحہ 161 تا 163)

حضرت مصلح موعودؓ ایک انقلابی ذہن کے مالک تھے آپؓ چاہتے تھے کہ عورت کو اس کا مقام سمجھا کر تعلیم و تربیت کر کے مثبت کاموں میں لگا کر ان کی صلاحیتوں سے قوم کی تعمیر میں فائدہ اُٹھایا جائے اپنے پُر جوش اور پُر ولولہ خطابات سے طبقہ نسواں کو اُبھارتے۔ انہیں بشدت احساس دلاتے کہ وہ عضو معطل نہیں معاشرہ کا کار آمد حصہ ہیں۔ اسلام کے دورِ اولین کی بہادر خواتین کی فہم و فراست اور باشعور عورتوں کے واقعات سُنا کر مثالوں سے سمجھاتے کہ عورت خود ہمت کرے تو اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے فرائض کی ادائیگی سے صحت مند معاشرہ جنم دے سکتی ہے۔

عورت کے حقوق ادا کرو

عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھنے والے معاشرہ میں اور بات بات پر طلاق کی دھمکی دے کر جائز ناجائز منوانے والوں اور ماننے والیوں کو احساس دلایا کہ یہ بندھن کوئی کچا دھاگا نہیں ہے۔ فرمایا:

"شادی کے وقت کوئی شخص تمہیں مجبور نہیں کرتا کہ تم ضرور فلاں عورت سے شادی کرو۔ شریعت نے تمہیں یہ حق دیا ہے کہ شادی سے قبل تم لڑکی کو دیکھ لو اور اس کے متعلق تحقیق کر لو۔ اور عورت کو بھی شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ وہ خاوند کو دیکھ لے اور اس کے متعلق تحقیقات کر لے۔ لیکن جب تعلق قائم ہو جاتا ہے تو تمہیں ایک دوسرے کی ایسی باتیں برداشت کرنی پڑیں گی۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد بڑی آزادی کے ساتھ اس تعلق کو توڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ کوئی انصاف ہے؟ یہ تو عورت کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے قرآن کریم نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے لوگوں کو توجہ دلائی ہے کہ تم عورتوں کے ساتھ لیٹتے ہو اور پھر ان کے حقوق ادا نہیں کرتے یہ کتنی قابلِ شرم بات ہے۔ قرآنِ کریم کہتا ہے کہ اگر تم مجبور ہو کر کسی عورت کو اپنے ازدواجی تعلق سے علیحدہ بھی کرنا چاہو تو اسے احسان کے ساتھ علیحدہ کرو۔"

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 574 تا 575)

عائلی زندگی میں جنتِ ارضی کی تعمیر

آپؓ نے اپنے گھر میں بیویوں کے حقوق ادا کر کے جنتِ ارضی کی تعمیر کی ایک روشن مثال قائم فرمائی۔ متعدد شادیاں کرنا اور سب سے محبت و مودّت میں خوشگوار توازن رکھنا بجائے خود ایک عبادت ہے۔ ہر بیگم کی قدر دانی کے انداز ان کی طبائع کے مطابق ہیں۔

حضرت سیدہ محمودہ بیگمؓ (ام ناصر۔ امی جان)

1902ء میں صاحبزادہ مرزا محمود احمدؓ کی شریک حیات بنیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بیاہ کر لائے۔

(اولاد: حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد۔ صاحبزادہ مرزا منور احمد۔ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد۔ صاحبزادہ مرزا انور احمد۔ صاحبزادہ مرزا اظہر احمد۔ صاحبزادہ مرزا رفیق احمد۔ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ [والدہ ماجدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز] ۔ صاحبزادی امۃ العزیز)

حضرت اُم ناصرؓ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ سب خاندان والوں سے حسب مراتب پیار و محبت کا سلوک کرتیں۔ شوہر کی مزاج شناس تھیں۔ وفاشعار اور خدمت کرنے والی بیوی تھیں۔ ہر چھوٹی بڑی ضرورت کا خیال رکھتیں جب آپ کو علم ہوا کہ آپ دوسری شادی کا ارادہ رکھتے ہیں تو صرف ایک فرمائش کی کہ آپ کے ذاتی کام صرف میں ہی کیا کروں گی۔ اپنے ہاں باری کے روز حضور کے لیے خود صفائی ستھرائی کا خیال رکھتیں حضورؓ کی پسند کا کھانا اہتمام سے بناتیں۔

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں:

"اپنے ہاتھ سے گوشت کی ایک ایک بوٹی دھوتیں سبزی بھی خود ہی بناتیں اور خود ہی دھوتیں۔ اپنے سامنے انگیٹھی رکھوا کر خود تیار بھی کرتیں۔ جب آپ کی صحت ٹھیک تھی اس وقت باورچی خانے میں ہی جا کر تیار کرتیں حضرت اباجان کو بھی امی جان کا کھانا بہت پسند تھا۔"

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ بھارت صفحہ 2)

آپ کی موجودگی میں حضرت مصلح موعودؓ نے متعدد شادیاں کیں آنے والی بیویوں کو بہنوں کی طرح رکھا۔ گھر کے ماحول کو پر سکون رکھنے میں ان کی فراست کا بڑا ہاتھ تھا۔ حضرت سارہ بیگم کا انتقال ہوا تو ان کے بچوں کو اپنے بچے سمجھا انہیں محبت سے پالا انہیں خوبیوں کی وجہ سے ان کا ایک مقام تھا۔ آپ اپنے شوہر کی خواتین میں علم پھیلانے کی لگن کو خوب سمجھتی تھیں اپنا گھر، اپنی صلاحیت، اپنا وقت سب وقف کر دیا

اور مال تو بہت زیادہ قربان کیا۔ ان قربانیوں سے شوہر کے دل میں گھر کیا۔ قدر دان شوہر نے کیسے خراج تحسین پیش کیا۔ ایک اقتباس پیش ہے:

"خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح حضرت خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم ﷺ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں پیسہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنوئیں میں پھینکنا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے دے دیے کہ ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔ وہ بیوی جن کو میں نے اس وقت تک ایک سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنوا کر نہ دی ہو اس کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے اور اگر ان کی اور قربانیاں اور ہمدردیاں اور اپنی سختیاں اور تیزیاں نظر انداز بھی کر دوں تو ان کا سلوک مجھے شرمندہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میری زندگی کے لیے ایک نئے باب کا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لیے بھی ایک بڑا سبب پیدا کر دیا۔

کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے لوگ اس دکان کو تو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں مگر اس گلاب کا کسی کو بھی خیال نہیں آتا جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا ہو۔" (الفضل 4 جولائی 1924ء صفحہ 4)

حضرت اماں جانؓ آپ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ ساس بہو کے مثالی پیار سے بھی گھر میں سکون کی فضا رہتی۔ پہلے بچے کی وفات کے بعد جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پیدا ہوئے تو حضرت اماں جانؓ کی گود میں ڈال دیے۔ یہ آپس کی محبت کی ایک عمدہ مثال تھی۔

حضرت سیدہ امۃ الحئی صاحبہ

آپ 31/ مئی 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئیں۔

(اولاد: صاحبزادہ مرزا خلیل احمد۔ صاحبزادی امۃ القیوم۔ صاحبزادی امۃ الرشید)

قرآن پاک کی تعلیم کے شوق نے حضرت صاحب کو متاثر کیا ذہین خاتون تھیں خدمتِ دین کے لیے انتھک کام کرنے کا جذبہ رکھتی تھیں۔

خواتین کی تعلیم و تربیت میں مدد و معاون تھیں لجنہ اماء اللہ آپ کی تحریک پر قائم ہوئی۔ قادیان میں ایک تعلیمی انقلاب آ گیا بہت محنتی تھیں۔ جان مار کے کام کرنے کا جذبہ تھا۔

لجنہ کے کاموں میں انہماک کی انتہا کا ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ ایک دن ملازمہ نے گوشت پکانے کے لیے رکھا جو بلّی کھا گئی اس نے آپ کو بتایا تو آپ نے کام کرتے کرتے کہا اچھا تو پھر مونگ کی دال پکا لو اتنے میں کیا دیکھتی ہیں کہ حضورؓ سامنے کھڑے ہیں گوشت کی جگہ مونگ کی دال کا سن کر آپ نے بھی ڈانٹا نہیں بلکہ فرمایا کہ دال پکا لو امۃ الحئی کے گھر کی مونگ کی دال بھی مجھے قورمہ پلاؤ سے اچھی لگتی ہے (استفادہ از ہر اول دستہ)

حضرت صاحب کی مزاج شناس تھیں آپس کی ہم آہنگی کی نہایت خوب صورت قابل رشک الفاظ میں تعریف فرماتے ہیں:

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ کہ روحیں ایک دوسرے سے وابستہ اور پیوستہ ہوتی ہیں۔ یعنی بعض کا بعض سے تعلق ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میری روح کو امۃ الحئی کی روح سے ایک پیوستگی حاصل تھی... میں نہیں جانتا تھا یہ میری نیک نیتی اور اپنے اُستاد اور آقا کی خواہش کو پورا کرنے کی آرزو ایسے اعلیٰ درجہ کے پھل لائے گی اور میرے لیے اس سے ایسے راحت کے سامان پیدا ہوں گے۔ مجھے بہت سی شادیوں کے تجربے ہیں۔ میں نے خود بھی کئی شادیاں کی ہیں اور بحیثیت ایک جماعت کا امام ہونے کے ہزاروں شادیوں سے تعلق ہے اور ہزاروں واقعات مجھ تک پہنچتے رہتے ہیں مگر میں نے عمر بھر کوئی کامیاب شادی اور خوش کرنے والی شادی نہیں دیکھی جیسی میری یہ شادی تھی۔" (خطباتِ محمود جلد 3 صفحہ 204 تا 205)

خوش قسمتی کا سلسلہ وفات کے بعد دعاؤں کی صورت میں جاری رہا۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

"آج تک میں نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں امۃ الحئی مرحومہ کے لیے دعا نہیں کی۔" (خطباتِ محمود جلد 3 صفحہ 203)

حضرت سیدہ مریم النساء صاحبہ (امِ طاہر)

آپ 1921ء میں عقد زوجیت میں آئیں۔

(اولاد: حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ صاحبزادی امۃ الحکیم۔ صاحبزادی امۃ الباسط۔ صاحبزادی امۃ الجمیل)

انیس سال کی دلہن کو شوہر کی طرف سے مرحومہ بیوی کے تین بچے سنبھالنے کی ذمہ داری ملی جو آپ نے اتنی عمدگی سے ادا کی کہ دل جیت لیے۔ دل جیتنے کے فن کا ذکر حضرت صاحب کی تحریروں میں کئی جگہ ملتا ہے۔ محبت بھرے الفاظ دیکھیے:

"میں نے اُن سے وعدہ کیا کہ مریم! تم ان بے ماں کے بچوں کو پالو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سے بہت محبت کروں گا اور میں نے خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی محبت میرے دل میں پیدا کر دے اور اس نے میری دعا سن لی

...علمی باتیں نہ کر سکتی تھیں مگر علمی باتوں کا مزا خوب لیتی تھیں جمعہ کے دن اگر کسی خاص مضمون پر خطبہ ہوتا تھا تو واپسی پر میں اس یقین کے ساتھ گھر میں گھستا تھا کہ مریم کا چہرہ چمک رہا ہو گا اور وہ جاتے ہی تعریفوں کے پُل باندھ دیں گی اور کہیں گی کہ آج بہت مزا آیا اور یہ میرا قیاس شاذ ہی غلط نکلتا۔ میں دروازے میں انہیں منتظر پاتا۔ ان کے جسم کے اندر ایک تھر تھراہٹ سی پیدا ہو رہی ہوتی تھی۔

مریم ایک بہادر عورت تھیں جب کوئی نازک موقع آتا میں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کر سکتا تھا۔ ان کی نسوانی کمزوری اس وقت دب جاتی تھی چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے تھے اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا اب موت یا کامیابی کے سوا اس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مر جائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں اس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے۔ اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ انہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے یا سلسلہ کے لیے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہو جاتیں اور بھول جاتیں اپنے آپ کو بھول جاتیں کھانے پینے کو۔ بھول جاتیں اپنے بچوں کو۔ بلکہ بھول جاتیں مجھ کو بھی اور صرف وہ کام ہی یاد رہ جاتا اور اس کے بعد وہ ہوتیں اور گرم پانی کی بوتلیں۔ "(تابعین اصحاب احمد صفحہ 364)

پانچ مارچ 1944ء کو خدا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ حضورؓ نے بے حد دل گداز خراج عقیدت پیش کیا

ابکی علیک کل یوم و لیلۃ
ارثیک یا زوجی بقلب دامی

میری بیوی میں تجھ پر ہر دن رات روتا ہوں
میں خون آلودہ دل سے تیرا مرثیہ کہتا ہوں

یا رب صاحبھا بلطفک دائما
واجعل لھا ماوٰی بقبر سامی

اے میرے رب اس پر ہمیشہ لطف کرتے رہنا
اور اس کا ٹھکانا ایک بلند شان قبر میں بنانا

یا رب انعمھا بقرب محمد
ذی المجد و الاحسان والاکرام

اے میرے رب اس کو قرب محمد کی نعمت عطا فرما
جو بزرگی اور بڑا احسان کرنے والے ہیں جن کو تو نے عزت بخشی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 'میری مریم' کے نام سے ایک مضمون لکھا جو الفضل 12/ جولائی 1944ء کو شائع ہوا۔ یہ مضمون آپ کے لیے ایک بے نظیر خراجِ تحسین ہے۔

حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ

12 اپریل 1925ء کو نکاح ہوا 31/ مئی کو قادیان تشریف لائیں۔

(اولاد: صاحبزادہ مرزا رفیع احمد۔ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد۔ صاحبزادی امۃ النصیر)

بر آستانِ آنکہ زِ خود رفت بہرِ یار
چوں خاک باش و مرضیٔ یارے دَراں بجو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر سیدہ سارہ بیگم نے اپنے خط میں لکھا تھا گویا اپنی زندگی کا خلاصہ بیان کر دیا تھا حضرت مصلح موعودؓ ترجمہ کرتے ہیں

''اگر تو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے تو ایسے شخص کی تلاش کر جو خدا تعالیٰ کے لیے اپنے نفس کو کھو چکا ہو اور پھر اس کے دروازہ پر مٹی کی طرح بے خواہش ہو کر گر جا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر"(انوار العلوم جلد 13 صفحہ 77)

اس شادی میں بھی پیش نظر جماعتی مفاد اور خواتین کی تعلیم تھی آپؓ فرماتے ہیں

"یہ شادی محض جماعت کے بعض کاموں کو ترقی دینے کے لیے کی جا رہی ہے تو خدا تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ اس شادی کو میرے لیے بھی مبارک کرے... پھر وہ اس کمزور اور متروک صنف کے لیے بھی جو عورتوں کا صنف ہے مبارک کرے جس کے حقوق سینکڑوں سال سے تلف کیے جا رہے ہیں۔"

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 20)

شادی کے بعد اپنے شوہر کے عزائم کی خاطر خود کو حصول علم میں جھونک دیا۔ اپنے دیگر فرائض بھی بحسن و خوبی ادا کیے مگر عرصہٗ حیات مختصر لائی تھیں۔ آپ کی وفات کا حضورؓ کو بہت صدمہ ہوا جس کا اظہار آپ نے اپنے خطابات میں برملا کیا اور جانے والی کے لیے جاں گداز دعائیں کیں۔ فرماتے ہیں:

"سارہ بیگم کی زندگی کا اگر خلاصہ کیا جائے تو وہ ان تین لفظوں میں آجاتا ہے پیدائش، پڑھائی اور موت"

" میری سارہ" کے نام سے الفضل 27/ جون 1933ء میں چھپنے والا حضورؓ کا مضمون قابل رشک خراجِ تحسین ہے۔

حضرت سیدہ عزیزہ بیگم صاحبہ

یکم فروری 1926ء کو نکاح ہوا۔

(اولاد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد۔ صاحبزادہ مرزا نعیم احمد)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی دوسری زبان عربی ہونی چاہیے۔ ان کی مادری زبان عربی تھی عربی زبان

رائج کرنے کی خاطر ایک طریق یہ بھی تھا کہ بچوں میں عربی کا چرچا ہو۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ (اُم متین۔ چھوٹی آپا)

30 ستمبر 1935ء کو عقد میں آئیں

(اولاد: صاحبزادی امۃ المتین)

شادی کی غرض آپ یوں تحریر فرماتی ہیں:

"عموماً شادیاں ہوتی ہیں دلہا دلہن ملتے ہیں تو سوائے عشق و محبت کی باتوں کے کچھ نہیں ہوتا لیکن مجھے یاد ہے کہ میری شادی کی پہلی رات بے شک عشق و محبت کی باتیں بھی ہوئیں مگر زیادہ تر عشق الٰہی کی باتیں تھیں آپ کی باتوں کا لُب لباب یہ تھا اور مجھ سے ایک طرح عہد لیا جارہا تھا کہ میں دعاؤں اور ذکر الٰہی کی عادت ڈالوں دین کی خدمت کروں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی ذمہ داریوں میں ان کا ہاتھ بٹاؤں بار بار آپ نے اظہار فرمایا کہ میں نے تم سے شادی اسی غرض سے طے کی ہے"

(الفضل 25 مارچ 1966ء)

حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش تھی کہ وہ اپنی بیگمات کو تعلیم دے کر احمدی خواتین کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی خدمت پر لگادیں۔ حضرت سیدہ امۃ الحیٔ حضرت سیدہ سارہ بیگم اور حضرت سیدہ ام طاہر کے عرصہ حیات مختصر ہونے کی وجہ سے یہ شوق آپ کے بلند عزائم کے مطابق پورا نہ ہو سکا۔ یہ سعادت حضرت چھوٹی آپا کے حصے میں آئی اور خوب ہی آئی۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی اور دینی تعلیم و تربیت اس پر مستزاد۔ قرآن کریم اور عربی صرف و نحو سبقاً سبقاً حضورؓ آپ کو پڑھاتے اور امتحان بھی لیتے۔

آپ نے تیزی سے لکھنے پر بہت دفعہ حضورؓ کی خوشنودی حاصل کی۔ تفسیر کے نوٹس لکھنا آپ کی ایک بہت بڑی سعادت تھی۔ حضورؓ نے 1947ء کے بعد بالعموم اپنے خطوط، مضامین اور تقاریر کے نوٹس آپ ہی سے لکھوائے۔

قرآن کریم اس جوڑے کا ہر آن ساتھی تھا۔ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں حضرت چھوٹی آپا نے حضورؓ سے پوچھا کہ آپ نے کبھی موٹر چلانی سیکھی؟ فرمایا ہاں ایک دفعہ کوشش کی تھی مگر اس خیال سے ارادہ ترک کر دیا کہ ٹکر نہ ماردوں۔ ہاتھ سٹیئرنگ پر تھے اور دماغ قرآن مجید کی آیت کی تفسیر میں اُلجھا ہوا تھا موٹر کیسے چلاتا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے زیر سایہ رہ کر آپ کی معاملہ فہمی بھی بہت اعلیٰ تھی۔

چنانچہ اس کی ایک مرتبہ داد دیتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا:

"ان کی طبیعت ایسی ہے کہ میری رضاجوئی کے لیے جب بچے آپس میں لڑ پڑیں تو چاہے ان کی لڑکی کا قصور ہو اور چاہے کسی دوسرے بچے کا وہ اپنی لڑکی کو ہی سزا دیتی ہیں تا دوسرے بچوں کے دل میں یا میرے دل میں احساس پیدا نہ ہو کہ وہ اپنی لڑکی کی طرفداری کرتی ہیں اور بوجہ بنت العم ہونے کے مجھ سے دوہرا تعلق رکھتی ہیں اس لیے دوہری محبت ہے۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 584)

ضرورت پر تنبیہ فرماتے

حضورؓ بیگمات کی تربیت کی خاطر موقع کی مناسبت سے تنبیہ بھی فرماتے۔ چنانچہ ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت چھوٹی آپا نے حالات کی تنگی کی وجہ سے چندہ کچھ کم لکھوایا۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا:

"بے شک اجازت میں نے دی تھی لیکن تم سے میں یہ امید نہیں رکھتا تھا کہ کم کردو گی۔ جتنا میں تمہیں جیب خرچ دیتا ہوں اتنے میں بعض لوگ اپنے بیوی بچوں کا خرچ چلاتے ہیں (اس زمانے میں حضور ہمیں پندرہ روپے ماہوار بطور جیب خرچ دیتے تھے)۔" (مصباح جنوری 1967ء)

دل داری اور مزاح

بعض چھوٹی چھوٹی گھریلو باتیں ہیں جو آپس کے پیار اور محبت بھرے تعلقات کو ظاہر کرتی ہیں۔ مثلاً حضرت چھوٹی آپا نے لکھا کہ آپ مجھے شادی کے بعد ہمیشہ 'صدیقہ' کہہ کر بلاتے۔

ایک واقعہ کا ذکر حضرت چھوٹی آپا اس طرح کرتی ہیں:

"ایک دفعہ میرا اور حضور کا کھانا پکانے کا مقابلہ ہوا کھانا تیار ہونے پر میں نے حضور کو کہا کہ میری سوس زیادہ اچھی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ تم نے بالکل ٹھیک کہا واقعی تمہاری ساس (حضرت اماں جانؓ) میری ساس سے زیادہ اچھی ہیں"

(گلہائے محبت صفحہ 95)

ایک اور موقع پر آپ نے بیان کیا:

"اسی طرح ایک مرتبہ میرا اور حضورؓ کا دال پکانے کا مقابلہ ہوگیا۔ میں نے عام روایتی طریق سے دال پکائی لیکن حضورؓ نے مرغی کی یخنی میں دال پکائی جو ظاہر ہے بہت مزے دار تھی جب کہا گیا کہ اس طرح تو ہم بھی بنا سکتے تھے تو حضورؓ نے مسکراتے ہوئے فرمایا تو پھر بنا لیتی!" (گلہائے محبت صفحہ 95)

کھانا سادہ پسند کرتے تھے مگر اچھا پکا ہؤا۔ کھانا اکیلے بالکل نہیں کھا سکتے تھے۔ کام کی وجہ سے خواہ کتنی بھی دیر ہو جائے جس بیوی کے گھر حضورؓ کی باری ہوتی تھی وہ اور بچے آپ جب تک فارغ ہو کر نہ آجائیں حضور ان کا انتظار کرتے رہتے تھے اور ساتھ کھاتے تھے تربیت کی غرض سے خود فرمایا کرتے تھے کہ بچوں کو خود ساتھ بٹھایا کرو۔ یہی تو وقت ہوتا ہے جس میں بچوں کی عادات اور اخلاق کا میں مطالعہ کرتا ہوں۔

(مصباح فروری1995ء)

حضرت سیدہ چھوٹی آپا کو تیس سال کا زمانۂ رفاقت نصیب ہوا۔ آپ کے اپنے شوہر کے اوصاف بیان کرنے کا انداز ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی یاد دلا دیتا ہے جب پہلی وحی پر آپ نے چند الفاظ میں آنحضور ﷺ کی ساری سیرت بیان کر دی تھی۔ اپنی خوش قسمتی پر نازاں بھی ہیں اور شکر گزار بھی ہیں۔ تحریر فرماتی ہیں:

"چن لیا تونے مجھے 'ابنِ مسیحا' کے لیے

سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا

ہزاروں درود و سلام آنحضرت ﷺ پر جن کے طفیل ہمیں اسلام جیسی نعمت حاصل ہوئی اور پھر ہزاروں سلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو اسلام کو دوبارہ لائے اور ہم نے زندہ خدا کا وجود ان کے ذریعہ دیکھا۔ آنحضرت ﷺ پر ان کی وجہ سے ایمان لانا نصیب ہوا اور میرے رب کا کتنا بھاری احسان مجھ ناچیز پر ہے کہ اس نے مصلح موعودؓ کے زمانے میں مجھے پیدا کیا نہ صرف اُن کا زمانہ عطا فرمایا کہ مجھے اُس پاک و نورانی وجود اس قدرت و رحمت اور قربت کے نشان اور مثیلِ مسیح کے لیے چُن لیا۔ آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرنے، آپ کی تربیت میں زندگی گزارنے اور پھر اس پاک وجود کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ خدا تعالیٰ کی کیا شان ہے دینے پر آئے تو جھولیاں بھر بھر کر دیتا ہے۔ میں کیا اور میری ہستی کیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ اس کے احسان اور انعام کا تصور کر کے بھی عقل حیران رہ جاتی ہے سر آستانۂ الوہیت پر جھک جاتا ہے اور منہ سے بے اختیار نکل جاتا ہے

مَیں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار"

(الفضل25/مارچ1966ء)

حضرت سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ (مہر آپا)

24/جولائی1944ء کو حضورؓ کے عقد میں آئیں۔

آپ خوش مزاج خاتون تھیں ادب سے لگاؤ تھا۔ گھریلو زندگی کے کئی واقعات تحریر کیے جو26/مارچ1966ء کے الفضل میں شائع ہوئے۔

آپ نے اپنی تمام جائداد جماعت کے نام کر دی تھی۔ اس کی آمد سے ہر سال مساجد فنڈ میں رقم ادا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جائداد میں برکت ڈالے۔

آپ حضورؓ کی بیگمات سے دلجوئی کے بارے میں تحریر فرماتی ہیں:

"ایک دفعہ ایسی صورت پیش آئی کہ گھر کے ملازم بوجہ بیماری رخصت پر تھے گھر کے کاموں کی مسلسل مصروفیت کے ساتھ ساتھ کھانا پکانے کا کام بھی پہلی دفعہ مجھے کرنا پڑا۔ حضورؓ نے کھانے کی خوب تعریف فرمائی بلکہ مزید حوصلہ افزائی اور قدردانی کے طور پر حضرت اماں جان کو بھی کھانا بھجوایا اور یہ صراحت فرمائی کہ "یہ بشریٰ نے تیار کیا ہے...

ہم لوگ اس محنت اور کوفت کو بھول جاتے تھے جس میں ہم دن رات لگے رہتے یہی دل چاہتا کہ آپ ہم سے کام لیتے جائیں اور ہم بے تھکان کام کیے جائیں کام لینا بھی آپ پر ختم تھا۔ کام کے دوران... لطیفے اور قہقہے بھی ہوتے آپ کی مجلس و قربت باوجود شدید مصروفیت کے زعفران زار ہوتی۔" (سوانح فضل عمر جلد5 صفحہ374)

حضرت مصلح موعودؓ نے نہ صرف علمی اور اعتقادی لحاظ سے طبقہ اناث پر احسانات کیے بلکہ اپنے عملی نمونہ سے بھی اپنے گھر کو جنت نظیر بنا کر ایک مشعل راہ قائم فرمائی۔

آپ کے گھر کے ماحول کا ایک بہت ہی خوبصورت اور دلکش نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"جب سے مَیں نے ہوش سنبھالا اپنی والدہ کی وفات تک ایک مرتبہ بھی ایسا واقعہ نہ دیکھا نہ سنا کہ ہماری بڑی والدہ حضرت اُم ناصرؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں شکایت پیش کی ہو کہ مریم نے فلاں دینی معاملہ میں میرے ساتھ تعاون نہیں کیا یا اس کے برعکس کبھی میری والدہ نے کوئی شکوہ اس نوعیت کا حضور کی خدمت میں پیش کیا ہو کہ لجنہ اماء اللہ کے معاملات میں حضرت سیدہ اُم ناصرؓ نے میرے ساتھ یہ غیر منصفانہ سلوک کیا ہے۔

سالہا سال تک لجنہ اماء اللہ کی مجلسِ عاملہ کے اجلاس ہمارے گھر منعقد ہوتے رہے۔ کبھی ایک مرتبہ بھی میں نے کوئی تکرار نہیں سنی کوئی خلافِ ادب بات نہیں دیکھی گویا رشتوں کی طبعی رقابت کو اس مقدس دائرے میں قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی جیسے کسی مقدس عامل نے اپنی جادو کی چھڑی سے ان اجلاسات کے ماحول میں ایک دائرہ سا کھینچ دیا ہو کہ یہ رقابت اس دائرہ کے اندر قدم رکھنے کی قدرت نہ پائے۔ یہ مزاج شناس بیویاں اپنے خاوند کے مزاج پر نظر رکھتی تھیں اور ان کے دل اس کے دل کی دھڑکنوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر دھڑکتے تھے۔" (سوانح فضلِ عمر جلد2 صفحہ362)

حضورؓ کی ایک صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ رقم کرتی ہیں:

"حضور کی چار بیویاں ہیں اور ازدواجی زندگی میں تعدّد ازواج ایک بڑا نازک مرحلہ ہوتا ہے مگر حضور کے گھر کی جو کیفیت ہے اسے خدا تعالیٰ کا فضل اور حضور کی قوت قدسی کا اعجاز ہی کہنا چاہیے کیونکہ اتنے بڑے گھرانے میں جو محبت پیار کا نمونہ نظر آتا ہے دنیا اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ آپ اپنی بیویوں کے بارے میں کامل عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔ افراد کی نسبت سے خرچ دیتے ہیں، کبھی کسی کو شکوہ شکایت

کا موقع نہیں ملتا، نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں، سب بیویاں دل کی گہرائیوں سے حضور کی مدّاح ہیں، سفروں میں باری باری ساتھ لے جاتے ہیں، گھر میں باریاں مقرر ہیں اور ہر ایک کے حقوق کا پورا خیال رکھتے ہیں۔" (الفضل خلافت جوبلی نمبر 28/ دسمبر 1939ء صفحہ 9)

میاں بیوی اور متعلقین کو نصائح

جس طرح حضورؓ نے اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنایا، جس طرح آپ نے اپنی ازواج کا خیال رکھا اور ان کے حقوق کا پوری طرح خیال رکھا۔ اسی طرح آپ چاہتے تھے کہ مسیح موعودؑ کی پیاری جماعت بھی انہی راہوں پر گامزن ہو۔ اس حوالے سے آپ نے ایک مرتبہ مردوں کو نصیحت فرمائی:

"مرد شادی کے بعد عورت کو ایک حقیر جانور خیال کرتا ہے جو اُس کے پاس آنے کے بعد اپنے تمام تعلقات کو بھول جائے اور وہ یہ اُمید کرتا ہے کہ وہ بالکل میرے ہی اندر جذب ہو جائے اور میرے رشتہ داروں میں مل جائے۔ اگر وہ اپنے رشتہ داروں کی خدمت یا ملاقات کرنا چاہے تو یہ بات مرد پر گراں گزرتی ہے اور بعض اوقات تو وہ دیدہ دلیری سے ایسی بات یا حرکت کا مرتکب ہوتا ہے جو اُس عورت کے خاندان کے لیے ذلت کا باعث ہوتی ہے۔ وہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر بھی ویسا ہی دل رکھا ہے جیسا کہ اُس کے اپنے اندر۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور وہ بے چاری اپنے جذبات کو دبا دبا کر رکھتی ہے اور اِس کے نتیجے میں سِل اور دِق کا شکار ہو جاتی ہے اور میرے خیال میں آج کل ہسٹیریا وغیرہ کی بیماریاں ہیں اُن کا یہی سبب ہے۔ پس مرد سمجھتا ہے کہ عورت میں حِس ہی نہیں حالانکہ اُس کے پہلو میں بھی ویسا ہی دِل ہے جیسا کہ اُس کے اپنے پہلو میں اگر وہ سمجھتا ہے کہ اُس کی بیوی کے اندر ایک محبت کرنے والا دل ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ماں جس نے اپنی بیٹی کو ایسی حالت میں پالا تھا جبکہ اگر وہ مرد اُس کو دیکھتا تو ہرگز دیکھنا بھی پسند نہ کرتا، اسے وہ چھوڑ دے؟ یہی حال آج کل کی ساسوں کا ہے وہ بھول جاتی ہیں اپنے زمانہ کو، وہ بھول جاتی ہیں اُس سلوک کو جو ان کے خاوندوں نے یا اُن کی ساسوں نے اُن کے ساتھ کیا تھا۔ اسی طرح عورتیں اپنی بہوؤں کے جذبات اور طبعی تقاضوں کا خیال نہیں کرتیں اور بات بات پر لڑائی شروع کر دیتی ہیں حالانکہ یہ طریق غلط ہے۔ دنیا میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مرد عورت کے جذبات کے متعلق اتنی بدخیالی کرتا ہے گویا عورت میں دل ہی نہیں یا عورت کے جذبات ہی نہیں۔ لیکن عورتوں میں یہ بات بہت ہی کم دیکھی گئی ہے۔ بعض عورتیں ہوتی ہیں جو زبردست ہوتی ہیں جو چاہتی ہیں کہ مرد سب کچھ بھول جائیں اور صرف اُنہی میں محو ہو جائیں مگر بہت کم۔"

(تربیت اولاد کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 216)

ساری جماعت کے لیے ایک جامع دعا

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اُم طاہر کی وفات پر جو مضمون الفضل میں شائع کیا اس کا اختتام آپ نے ایک نہایت دل سوز اور مؤثر انداز میں ایک دعا کے ساتھ کیا جس میں اپنی وفات شدہ بیگمات کے ساتھ ساتھ تمام احباب جماعت کے لیے بھی اپنے مولا کے حضور فریاد کی۔ آپؓ کے ہی بابرکت الفاظ پر اس مضمون کو ختم کرتی ہوں۔

حضور مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اے میرے رب! تو کتنا پیارا ہے۔ نہ معلوم میری موت کب آنے والی ہے اس لیے میں آج ہی اپنی ساری اولاد اور اپنے سارے عزیزو اقارب اور ساری احمدیہ جماعت تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اے میرے رب! تُو ان کا ہو جا اور یہ تیرے ہو جائیں۔ میری آنکھیں اور میری روح ان کی تکلیف نہ دیکھیں، یہ بڑھیں اور پھلیں اور پھولیں اور تیری بادشاہت کو دنیا میں قائم کر دیں اور نیک نسلیں چھوڑ کر جو ان سے کم دین کی خادم نہ ہوں تیرے پاس واپس آئیں۔ خدایا! صدیوں تک تُو مجھے ان کا دکھ نہ دکھائیو اور میری روح کو ان کے لیے غمگین نہ کیجیو اور اے میرے رب! میری امۃ الحیٔ اور میری سارہ اور میری مریم پر بھی اپنے فضل کر اور ان کا حافظ و ناصر ہو جا اور ان کی ارواح کو اگلے جہان کی ہر وحشت سے محفوظ رکھ۔ اللّٰھُمَّ آمین۔

اے مریم کی روح! اگر خدا تعالیٰ تم تک میری آواز پہنچا دے تو لو یہ میرا آخری درد بھرا پیغام بھی سُن لو اور جاؤ خدا تعالیٰ کی رحمتوں میں جہاں غم کا کوئی نام نہیں جانتا، جہاں درد کا لفظ کسی زبان پر نہیں آتا جہاں ہم ساکنانِ ارض کی یاد کسی کو نہیں ستاتی۔ وَالسَّلامُ۔

وَآخِرُ دَعوَانَا ودَعْوَاکُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ...

اس دنیا کی سب محبتیں عارضی ہیں اور صدمے بھی۔ اصل محبت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اُس میں ہو کر ہم اپنے مادی عزیزوں سے مل سکتے ہیں۔ اور اُس سے جدا ہو کر ہم سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ ہماری ناقص عقلیں جن امور کو اپنے لیے تکلیف کا موجب سمجھتی ہیں بسا اوقات اُن میں اللہ تعالیٰ کا کوئی احسان پوشیدہ ہوتا ہے۔ پس مَیں تو یہی کہتا ہوں میرا دل جھوٹا ہے اور میرا خدا سچا ہے۔ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ کُلِّ حَالٍ۔ خدا تعالیٰ کے فضل کا طالب۔

مرزا محمود احمد

الفضل 12/ جولائی 1944ء"

یہ جلسہ ہمارا، یہ دن برکتوں کے

حسنیٰ مقبول احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں 27 دسمبر 1891ء میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ اس جلسہ کے بعد 30 دسمبر 1891ء کو آپؑ نے بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا کہ ہر سال دسمبر کی 29,28,27 تاریخ کو جماعت کا جلسہ سالانہ مرکز احمدیت میں منعقد ہؤا کرے گا۔ اسی اشتہار میں آپؑ نے جلسہ کی اغراض و مقاصد بیان فرمائیں۔ آپؑ نے اس کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضُعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدمِ موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 302)

آپؑ نے اس جلسے کی سب سے بڑی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اس جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوّت استحکام پذیر ہوں گے۔

ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں..."

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 341)

امریکہ میں رہتے ہوئے آپؑ کی یہ تحریر ازدیاد ایمان کا باعث بنتی ہے اور روح خوشی سے سرشار ہو جاتی ہے کہ مسیح دوراں کے مبارک الفاظ کیسے کیسے رنگ لاتے ہیں سبحان اللہ۔ اب امریکہ میں وسیع پیمانے پر جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوتے ہیں، الحمدللہ۔

اہالیانِ امریکہ کو ان جلسوں سے دینی فائدہ اٹھانے اور افراد جماعت سے ملنے کا موقع میسر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے جذبات ابھرتے ہیں۔ گھروں اور محفلوں میں جلسہ سالانہ کے تذکرے پرانی یادوں کو تازہ کرتے ہیں اور یہ قدرتی بات ہے کہ اس کے ہر ذکر کے ساتھ طائرِ تخیل ربوہ کی مقدس بستی میں پہنچ جاتا ہے۔

خاکسار کا تعلق ربوہ سے ہے اور ربوہ میں رہنے کے بہت سے روحانی فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہؤا کہ کئی سال وہاں جلسہ سالانہ مستورات کی تیاریوں، مہمانوں کے استقبال اور جلسہ کے دوران ڈیوٹیاں دینے کی سعادت ملتی رہی۔

بظاہر تو وہ تین دن کا ایک اجتماع ہوتا تھا لیکن اپنی افادیت کے لحاظ سے یہ ایک عظیم روحانی تربیت کا انتظام ہے جس کا اجراء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1891ء میں قادیان میں فرمایا تھا۔ اور اسی افادیت کے پیش نظر آپؑ نے یہ اعلان فرما کر کہ یہ جلسہ ہر سال منعقد ہوا کرے گا، اس وقت کے افراد جماعت اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک مستقل تعلیم و تربیت، ملاقات اور یکجہتی کا لائحہ عمل ترتیب فرما دیا۔

الحمدللہ حضرت اقدسؑ کے ارشاد کی بجا آوری میں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے انعقاد کا اہتمام پورے جوش و جذبہ سے کیا جاتا ہے۔ ابتدا میں تو یہ جلسہ قادیان میں ہی منعقد کیا جاتا تھا۔ قادیان دارالامان سے ہجرت کے بعد پاکستان میں یہ مرکزی جلسہ پہلے دو سال لاہور میں منعقد ہوا۔ جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ میں 1949ء سے اس سالانہ جلسہ کا آغاز ہوا جو 1983ء تک ربوہ میں جاری رہا۔ 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی برطانیہ ہجرت اور وہاں رہائش پذیر ہونے کے بعد جلسہ سالانہ برطانیہ کو بین الاقوامی اور مرکزی جلسہ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ پاکستان میں 1983ء کے بعد سے اب تک یہ جلسہ فی الحال منعقد نہیں ہؤا لیکن دنیا کے بہت سے بڑے ممالک میں وہاں کی سہولت کے مطابق مختلف تاریخوں میں اس جلسہ سالانہ کا اہتمام ہوتا ہے جس سے نہ صرف احمدی مسلمان بلکہ غیر از جماعت بھی کثیر تعداد میں فیض اٹھاتے ہیں۔ جلسے کی برکات بذریعہ ایم ٹی اے تو دنیا کے کناروں تک پہنچتی ہیں، الحمدللہ۔ اس مضمون میں ربوہ میں خلافتِ ثالثہ اور خلافتِ رابعہ کے دور کے جلسہ ہائے سالانہ کی کچھ یادیں پیش ہیں۔

شہر ربوہ میں جلسے کی رونق، دریائے چناب کے کنارے خوبصورت پہاڑیوں سے سجا، سادہ، صاف پر سکون شہر جس میں زیادہ تر لوگ سڑکوں، بازاروں میں پیدل چلتے ہوئے نظر آتے تھے۔ یا آمد و رفت کے لیے سائیکل، موٹر سائیکل اور تانگہ کا استعمال ہوتا تھا۔ اس وقت شہر میں اکا دُکا ہی گاڑیاں ہوتی تھیں جس کے باعث ڈیزل اور پٹرول کی بدبو شہر میں تو کہیں محسوس نہیں ہوتی تھی البتہ بر لبِ شہر بڑی شاہراہ پر آنے جانے والی ٹریفک اپنی موجودگی کا اچھا خاصا احساس دلا جاتی۔ جلسے کے دنوں میں اس ٹریفک میں اضافہ ہو جاتا۔

جلسہ کے نزدیک دارالضیافت، منڈی اور گولبازار میں رونق بڑھنے لگتی۔ بازاروں میں نئے چہرے اور گہما گہمی نظر آتی۔ مستقل بازاروں کے اطراف میں عارضی ٹھیلے سجے ہوئے ملتے جن کا جلسے کے ماحول اور یادوں میں ایک اپنا ہی تاثر تھا۔ ان دکانوں پر دیگر اشیاء کے علاوہ موسم سرما کی مخصوص اشیائے خورونوش بھی مہیا ہوتیں۔ جن سے اہل ربوہ اور مہمان یکساں لطف اٹھاتے۔ یہ ٹھیلے جلسے کے قریب ہی منظر عام پر آتے اور جلسے کے بعد چند دن میں ہی ایک ایک کر کے اگلے جلسے تک کے لئے غائب ہو جاتے۔ لیکن اپنے پیچھے مزید ار یادیں اور تذکرے چھوڑ جاتے۔

جلسے سے چند ہفتے قبل ہی مسجدوں میں حاضری پہلے سے بڑھ جاتی۔ پاکستان کے دوسرے شہروں اور دوسرے ممالک سے مہمانوں کی آمد شروع ہو جاتی تھی۔ نماز کے اوقات میں ربوہ کی گلیوں میں مناظر دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔ ہر کسی کو خلیفۂ وقت کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی لگن ہوتی۔

اسی طرح بہشتی مقبرہ میں بھی مہمانوں کا آنا جانا سارا دن ہی لگا رہتا جو نہ جانے کب سے اپنے پیاروں کی قبروں پر جا کر دعا کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ بہشتی مقبرہ کے احاطۂ خاص میں مدفون بزرگوں کی قبروں پر دعا سے اس کا آغاز ہوتا اور اس میں جانے کے لئے بعض اوقات باری کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔

لنگر خانہ کے کام میں تیزی آجاتی، روٹی بنانے کی مشینوں کا کام بھی پہلے ہی شروع ہو جاتا۔ ایک بار لنگر خانہ میں کام کرنے والوں کی کمی کی وجہ سے خواتین کو بھی گھروں سے روٹی بنا کر لنگر خانہ کی ضرورت پوری کرنے کی توفیق ملی۔

جلسے کی تیاری، جلسہ دسمبر کے مہینے میں ہوتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ جلسہ کے اغراض و مقاصد کی روشنی میں اور خلیفۂ وقت کی ہدایات کے مطابق، جماعتی سطح پر کافی عرصہ پہلے ہی جلسہ کی تیاریوں کا آغاز ہو جاتا تھا۔

جلسہ مستورات کی تیاری و منصوبہ بندی، جلسہ مستورات کی تیاری و منصوبہ بندی کے لیے لائحہ عمل تیار کرنے کے بعد انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے مختلف شعبہ جات ترتیب دیئے جاتے ممبرات لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کو مختلف خدمات تفویض کی جاتیں۔ پھر نقشہ انتظام جلسہ سالانہ مستورات شائع کر دیا جاتا تا کہ ہر منتظمہ اپنی نائبات اور معاونات کو ان کے سپرد کام کے متعلق آگاہی دے سکے۔ محترمہ ناظمہ جلسہ سالانہ کی دی گئی ہدایات کے مطابق مفوضہ فرائض سمجھا دیئے جاتے۔ ٹریننگ کے لیے لجنہ اماء اللہ کی زیر نگرانی اجلاس منعقد ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے ہر کام میں ایک ترتیب اور برکت نظر آتی جو مستعد دلوں کی تربیت میں اور نکھار پیدا کرتی۔ اسی جذبہ سے کثیر تعداد میں بچیاں اور مستورات اپنے آپ کو ڈیوٹیوں کے لیے پیش کرتی تھیں۔ جلسے کے کاموں کی یہ بہت نمایاں خوبصورتی ہے کہ ہر کوئی محض للّٰہی اس عظیم انتظام میں خلوص اور اطاعت کے جذبہ سے اس طرح حصہ لیتا ہے کہ مشکل سے مشکل کام بھی معجزانہ طور پر آسان ہوتے چلے جاتے ہیں جس کی دنیا میں اور کہیں بھی مثال نہیں ملتی۔

ڈیوٹی کے لئے بِلّے (Badges) بنائے جاتے جس پر ڈیوٹی کا درجہ اور شعبہ لکھا جاتا مثلاً منتظمہ خدمت خلق، نائبہ منتظمہ خدمت خلق۔ معاونہ خدمت خلق وغیرہ۔ Badge ملنے پر ذمہ داری کا احساس ہوتا اور جلسے کے لئے جوش و جذبہ پہلے سے بہت بڑھ جاتا۔

گھروں میں جلسہ کی تیاری جلسہ سالانہ کی تیاری اور پروگراموں کی ترتیب جہاں جماعتی سطح پر ہوتی وہاں اہالیانِ ربوہ بھی اپنے گھروں کو جلسہ کے لیے تیار کرنے میں مصروف نظر آتے تھے۔ ایک عید کا ساسماں ہوتا تھا۔

ہم جو اس وقت طالب علمی کے دور سے گزر رہے تھے اور دسمبر میں نوماہی امتحانات سے فراغت کے بعد موسم سرما کی چھٹیاں ہوتی تھیں۔ ایسے میں جلسہ کی آمد ایک خاص تفریح بن جاتی۔ جلسہ کے مہمانوں کی آمد، عزیزو اقارب سے ملاقات اور پھر خالص روحانی ماحول میں تین دن جلسہ گاہ میں گزارنا ایک بہت بڑی سعادت تھی۔

گھروں میں خواتین میزبانی کے انتظامات اور تیاریوں میں مصروف ہو جاتیں۔ چھوٹے موٹے تعمیری کام، مرمتیں، سفیدیاں رنگ و روغن اور سجاوٹ کا خاص اہتمام اور وقت سے پہلے پکوان کی تیاریاں شروع ہو جاتیں۔ نئے لحاف، نئے بستر بنتے۔ نئے برتنوں کا اضافہ کیا جاتا۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ نئے کپڑے بنوائے جاتے یا

اچھے کپڑے جلسہ کے لیے سنبھال کر رکھ لیے جاتے جیسے عید کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ مہمانوں سے ملیں تو ہمارے لباس سے بھی ہماری خوشی کا اظہار ہو۔ یہ بھی ایک طرح سے اکرامِ ضیف میں شامل ہے۔

میزبانی کے انتظامات کی مختلف صورتیں دیکھنے کو ملتی تھیں۔ بالخصوص کسیر یعنی پرالی کے گٹھے گھروں، بیرکس، دوسری عارضی قیام گاہوں اور جلسہ گاہ کے لیے مہیا کئے جاتے تھے۔ یہ کسیر فرشوں پر بستر کے نیچے بچھانے کے لیے استعمال ہوتی تھی اور وسیع و عریض جلسہ گاہوں میں حاضرین جلسہ گاہ کے بیٹھنے کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ ایک عام سے سائز کے گھر میں بھی بعض اوقات چالیس پچاس سے بھی زیادہ مہمان ٹھہر جاتے تھے۔ یہ نظارہ دیکھنے کے لئے کچھ تفصیل میں جانا پڑے گا۔ کمروں سے معمول کا فرنیچر وغیرہ ہٹا دیا جاتا اور پھر خالی کمروں کے فرشوں پر پرالی بچھا کر اس پر بستر ڈال دیئے جاتے تھے جیسے آجکل میٹریس وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ خواتین اور مرد حضرات کے لیے علیحدہ علیحدہ کمرے اور قیام گاہیں مختص کی جاتی تھیں۔ بہت سے گھروں میں ایسے ہی انتظامات ہوتے تھے اور میزبان خود عام طور پر سٹور روم میں یا کسی ایسے ہی حصے میں اپنے بستر بچھا لیتے اور گھر کا بہترین حصہ حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ ایک گھر کی محدود سہولتوں کے باوجود سب مل جل کر بخوشی گزارا کرتے۔ کیونکہ اس کے پیچھے ایک ہی مقصد ہوتا تھا کہ حضرت اقدسؑ کی توقعات اور ان کے اپنے پاک نمونہ کے مطابق جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے۔

دسمبر کے مہینے میں جلسے کی تاریخوں کے قریب تو تیاریاں عروج پر ہوتیں۔ یوں تو ربوہ میں عمومی طور پر صفائی کا معیار بہت اچھا تھا لیکن جیسے جیسے جلسے کے دن قریب آتے تو جماعت کے دفاتر، دیگر عمارتوں یہاں تک کہ سبزہ زاروں، درختوں اور پھولوں کی کیاریوں وغیرہ کی تزئین کا بھی خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ نمایاں جگہوں پر جلسے سے متعلق خوش آمدید، تہنیتی پیغامات اور دعائیہ کلمات لکھے جاتے تھے۔ اور ایسا لگتا تھا کہ پورا شہر اور اس شہر کا ہر گھر اپنے مکینوں سمیت حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کے استقبال اور میزبانی کے لیے بازو کھولے تیار کھڑا ہے کہ اے مسیح موعودؑ کے مہمانو! ہمارے گھر میں آکر قیام کرو تاکہ ہمارے گھر تمہارے وجود کی برکتوں سے بھر جائیں۔ یہ جذبہ آج بھی ایسے ہی یاد ہے اور اس کی یاد آج بھی لہو کو گرما دیتی ہے۔

ریلوے اسٹیشن پر اور بسوں کے اڈہ پر مہمانوں کے استقبال کے لیے خدام کی ڈیوٹیاں لگتیں۔ کچھ لوگ تو صرف یہ ایمان افروز مناظر دیکھنے کے لیے وہاں پہنچ جاتے۔ خاندانوں اور قافلوں کی صورت میں مہمان ربوہ کی بستی میں اترتے۔ ان کے چہروں پر مرکزِ احمدیت، خلیفۂ وقت کے مسکن میں آنے کی خوشی اور شکرانے کے آنسو دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے جو بزبانِ حال یہ کہہ رہے ہوتے تھے کہ ؎

پھر آئے ہیں آئے ہیں جلسے میں ہم
بصد شوق و جذبۂ نو دم بہ دم
سروں پر خلافت کا سایہ لیے
مئے شوق کے ساغر و خُم پیے
جلا کر دلوں میں وفا کے دیے
اطاعت کو سینوں میں روشن کیے
پھر آئے ہیں آئے ہیں جلسے میں ہم

میزبان یا ڈیوٹی پر موجود خدام مہمانوں کو ان کی جائے قیام تک بصد احترام پہنچا کر آتے۔ گھروں کے علاوہ بیرکس اور جامعہ نصرت اور نصرت گرلز ہائی سکول میں بھی خواتین کے لیے علیحدہ قیام وطعام کا انتظام ہوتا تھا۔

دن اور رات کا کوئی بھی پہر ہو ہر گلی کوچہ جاگ رہا ہوتا تھا۔ سارا دن گلی میں تانگوں کے گزرنے اور رکنے کی آوازیں آتیں۔ مہمانوں کے اترنے اور سامان اتارنے کے مراحل پر مشتمل یہ پر لطف سا شور رات گئے تک جاری رہتا۔ جن کے گھر مہمان آجاتے تو گویا ان کا جلسہ اسی وقت سے ہی شروع ہو جاتا۔ بچھڑے ہوئے رشتہ دار ملتے، رات گئے تک محفلیں لگتیں، دکھ سکھ پھولے جاتے اور وہ وقت کئی جہات سے بہت ہی با معنی اور خوبصورت ہو جاتا۔

صبح سویرے ہی گھروں میں ٹھہرے ہوئے مہمانوں کے لیے لنگر خانہ سے کھانا لانے اور صبح کی شفٹ کی ڈیوٹی پر جانے والوں کا رش شروع ہو جاتا۔ بیرکس میں بھی علی الصبح ہی ناشتے کی تیاری شروع ہو جاتی تھی۔ صبح بیرکس میں جاکر بڑی بڑی کیتلیوں میں گرم چائے بھر کر کھانے کے ساتھ ہر کمرے میں جاکر سب کو پیش کی جاتی۔ کچھ بچیاں آب رسانی کے فرائض سرانجام دیتی نظر آتیں۔ مٹی کے آبخورے اور سٹیل کے برتن وغیرہ استعمال ہوتے تھے۔ سارا سال ہی گھروں میں اچھے کھانے بنتے ہیں لیکن جلسے کے دنوں میں مسیح کے لنگر کی مخصوص خوشبو والی لذیذ دال اور آلو گوشت اور گرما گرم روٹیوں کا ذائقہ اور معیار انہی دنوں کے ساتھ مخصوص تھا۔

جلسے کی کارروائی، جلسے کے تین دن کی کارروائی کا نظارہ الفاظ میں بیان کرنا یا اس کا حسن کسی تصویر میں دکھانا مشکل ہے۔ عاشقانِ خلافت کے لیے سب سے بڑی کشش خلیفۂ وقت کا بابرکت وجود ہے۔ جلسہ میں ان کے خطابات سننا، خاص طور پر جلسہ گاہ مستورات میں ان کا خطاب سننا، ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا، ان کی

دعائیں حاصل کرنا بہت بڑی سعادت محسوس ہوتی ہے۔بہت سے خوش نصیب قریب سے ان کے دیدار اور ملاقات کا شرف بھی حاصل کرتے۔بالخصوص ان دنوں میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خواتین مبارکہ سے ملاقات ہو جاتی تھی جو ایک قابل تقلید نمونہ کے ساتھ جلسہ گاہ کے سٹیج، اور دوسرے حصوں میں امور انتظام سنبھالتے ہوئے دکھائی دیتی تھیں۔جماعت کے اعلیٰ پائے کے مقررین کی علم وفیض سے بھرپور تقاریر سننے کا موقع میسر آتا۔جلسے پر آتے جاتے جماعت کی بہت سی اہم شخصیات کو دیکھنے کا بھی موقع ملتا۔

اندرون جلسہ گاہ کا نظارہ بھی خوب یاد ہے۔وسیع کھلا میدان جس میں کسیر بچھی ہوتی تھی۔ ایک طرف سٹیج اور اس کے قریب کرسیوں والا حصہ جس پر شامیانہ لگا ہوتا تھا۔ہم گھروں سے کسیر پر بچھانے کے لیے چادر اور جائے نماز۔اور کچھ کھانے پینے کے لوازمات وغیرہ ساتھ لے کر جاتے تھے۔جلسے کے سیشن قدرے طویل دورانیہ کے ہوتے تھے۔سخت سردی اور بعض اوقات ہلکی بارش کی پھوار میں بھی کسیر پر بیٹھ کر گھنٹوں جلسہ کی لمبی لمبی تقاریر پورے جذب کے ساتھ سنی جاتی تھیں۔اس دوران پیش کئے جانے والے منظوم کلام اور پر شوکت نعرہ ہائے تکبیر اس محویت میں اور بھی اضافہ کرتے تھے۔

جلسے کے دنوں میں عبادتوں کے معیار بھی بہت بڑھ جاتے، جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لیے خصوصی دعائیں، نماز تہجد، باجماعت نمازیں، قرآن کریم کی تلاوت کا خصوصی اہتمام ہوتا اور بعض لوگ جلسہ کی کامیابی کے لیے روزے بھی رکھتے۔

جلسے کے اختتام کے بعد بھی چند دن یہ گہما گہمی رہتی۔رشتہ داروں سے گھروں میں میل ملاقات ہوتی۔ بڑے مل بیٹھتے اور بچوں کے مستقبل یعنی رشتوں پر بات ہوتی، بہت اپنائیت تھی اس معاملہ میں۔یوں جہاں قریبی رشتہ داروں سے ملاقات ہوتی وہاں اور کئی نئے رشتے بھی طے پا جاتے۔لوگ اکثر ان چھٹیوں میں ہی ربوہ میں ایسی تقریبات کا پہلے سے اہتمام کر کے آتے تھے تاکہ اس میں جلسے پر آئے ہوئے سارے عزیز و اقارب شامل ہو سکیں۔

مہمانوں کی روانگی کے بھی عجیب اداس نظارے دیکھنے کو ملتے تھے۔ لوگ اگلے سال پھر یہ برکتیں حاصل کرنے کے عزم اور دعا کے ساتھ اپنے گھروں کو روانہ ہوتے۔ جلسے میں سنے گئے حقائق و معارف کا زادِ راہ اگلے سال تک کے لیے ساتھ ہوتا۔بیرون از ربوہ جلسہ میں شمولیت کے لیے آنے والے بعض مخلصین ذاتی شوق کی بناء پر جلسہ کی تقاریر اور کارروائی کو ریکارڈ کرنے کا اہتمام کرتے تاکہ سارا سال اپنے گھروں میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ پر معارف تقاریر سے مستفیض ہوتے رہیں۔ مسیح موعودؑ کے لنگر کی روٹی بھی بطور تبرک احتیاط سے سامان میں رکھی جاتی۔ عقیدت کے نرالے انداز ہیں۔

گھر واپس جاتے ہوئے عموماً خوشی ہوتی ہے لیکن مرکز سے اور اپنوں سے بچھڑتے ہوئے یہ احساس بھی ہوتا کہ یا قسمت یا نصیب سال کے بعد ربوہ کے خالص اسلامی ماحول میں گزارے ہوئے دن پھر سے دیکھنا نصیب ہونگے۔ایسے دن جو ربانی تذکروں اور پر سوز اجتماعی دعاؤں کی وجہ سے لوگوں کے دل اور زندگیاں بدلنے کی تاثیر رکھتے ہیں۔

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

'سب جلسے بہت اچھے ہوتے ہیں' وہ لوگ جنہیں قادیان یا ربوہ کے جلسے میں شمولیت کا موقع نہیں ملا اور اس کی صرف تفصیلات سنتے ہیں وہ ضرور سوچتے ہونگے کہ دور حاضر کے کسی بھی ملک کے جماعت احمدیہ کے جلسے اور ربوہ، پاکستان کے جلسے میں کوئی نمایاں فرق نہیں۔یہ بات درست بھی ہے۔کیونکہ اصل تو جلسے کی غرض و غایت اور اس میں بیان کی جانے والی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات ہیں۔یہ حقیقت بھی ہمیشہ مسلّم رہے گی کہ وہ جلسے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی میں باذن اللہ تعالیٰ قرار پائے، جن جلسوں کے دوران اللہ تعالیٰ نے بعض الہامات کو پورا ہوتے ہوئے دکھایا، اور اس بستی میں ہونے والے جلسے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کا مسکن ہو جیسے ربوہ دارالہجرت اور لندن اور ہر وہ جلسہ جس میں خلفائے وقت بنفس نفیس شریک ہوں وہ تمام جلسے باقی جلسوں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔اسی طرح بعض جلسے اپنے حالات و واقعات کی وجہ سے سب کے لیے یا کچھ لوگوں کے لیے منفرد حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔وہ جگہیں بابرکت ہو جاتی ہیں جہاں یہ جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ابتدائی جلسوں کی یادیں اس لیے بھی اچھی لگتی ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے وہ جلسے قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے اصحابؓ کی صحبت میں دیکھے۔ ہمارے والدین نے ربوہ میں ان میں شمولیت کی، ان سے اپنے بڑھتے ہوئے ایمان اور فیض کو آئندہ آنے والی نسلوں یعنی ہم میں منتقل کیا جس کا اب ہم بھی مشاہدہ کرتے اور لطف اٹھاتے ہیں۔جلسوں میں اور ان کے مقام میں اللہ تعالیٰ ایک برکت رکھ دیتا ہے جس کا ایک تسلسل ہے جو ہر آنے والے جلسے میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1948ء میں جماعت کے نئے مرکز احمدیت یعنی ربوہ کے قیام کے موقع پر فرمایا:

"قادیان کی تقدیس اسلام کی اشاعت اور اسلامی تعلیم کے قیام کا مرکز ہونے کی وجہ سے تھی۔ اگر یہ چیز اب قادیان کے بجائے کسی اور مقام سے شروع ہو جائے گی تو وہ مقام بھی بابرکت ہو جائے گا۔ اس طرح جس طرح ہجرتِ نبویؐ کے بعد گو مکّہ بھی بابرکت رہا مگر خدا نے مدینہ کو برکت دے دی۔ جس طرح گو اصل مسجد خانہ کعبہ ہے مگر مسلمان ہر جگہ اس کی نقل میں مسجد بناتے ہیں اور وہ مسجد بابرکت ہو جاتی ہے۔ اس طرح گو ہمارا مرکز قادیان ہے لیکن اس کی نقل میں جو بھی مرکز بنیں گے یقیناً وہ سبھی بابرکت ہو جائیں گے۔ جس طرح خدا نے مکے اور مدینے کو برکت دی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کے خزانے میں ابھی اور بھی بہت سی برکتیں ہیں۔ تم صرف نیک نیتی سے دین کی خدمت کرنے کا تہیہ کر لو پھر جس جگہ مرکز بناؤ گے وہ مقدس ہو جائے گی۔" (بحوالہ الفضل 28 دسمبر 1948ء صفحہ 3)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یوکے کے بارے میں فرمایا:

"یہ وہ جلسہ ہے جو ایک عالمی نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ سب جلسے بہت اچھے ہوتے ہیں محض اللہ کی خاطر دُور دُور سے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں بہت سے فوائد باہمی محبت کے ذریعے بھی بڑھتے ہیں اور دیگر روحانی اور آسمانی برکات بھی بکثرت نازل ہوتی ہیں۔ جرمنی کا جلسہ بھی بہتر غیر معمولی نوعیت اختیار کر چکا ہے کینیڈا کا بھی اپنا رنگ رکھتا تھا امریکہ کا بھی، دور دور سے مہمان آتے ہیں اور ان سے مل کر محبتیں تازہ ہوتی ہیں پرانی یادیں پھر زندہ ہو جاتی ہیں اور آئندہ کے لیے گویا زادِ راہ مل جاتا ہے۔ بعض جلسے ایسے ہیں اتنا روحانی زاد چھوڑ جاتے ہیں ایسی غذا پیچھے چھوڑ جاتے ہیں کہ سارا سال یادوں میں ان کو کھایا جاتا ہے اور وہ ختم نہیں ہوتیں۔ مگر یو۔کے یعنی United Kingdom کا جو جلسہ ہے اس کی اپنی ایک شان ہے۔ اس کثرت سے دور دراز سے، مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے دنیا کے کسی جلسے میں لوگ اس طرح اکٹھے نہیں ہوتے جیسے انگلستان کے جلسے میں آتے ہیں اس لئے اس پہلو سے اسے ایک مرکزیت حاصل ہو گئی ہے۔" (جلسہ سالانہ، شائع کردہ جماعت احمدیہ برطانیہ صفحہ 63)

دورِ حاضر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے بہت سے ممالک میں جماعت احمدیہ جلسوں کا انعقاد کرتی ہے۔ اور جہاں بھی مقامی یا ملکی سطح پر جماعت کا جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور ہدایات کے مطابق ہوتا ہے۔ اب بھی ایسے ہی انتظامات، رونقیں اور برکتیں ہوتی ہیں۔ ممبران جماعت کی درخواست پر حضور انور ایدہ اللہ خود تشریف لاتے ہیں یا بصورتِ دیگر اپنے نمائندہ کو جماعت کے نام پیغام دے کر بھجواتے ہیں۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظاروں سے نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی مستفید ہوتے ہیں۔ میزبان جماعتیں اور مہمان مل کر جلسے کی کامیابی کے لیے بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔

الغرض جماعت کا ہر پروگرام اور ہر جلسہ ہی بہت قابل احترام ہے اور اس میں شامل ہونا باعث صد افتخار ہے۔

وہ بیت الفضل ہو بیت الفتوح ہو
جہاں خطبہ وہ دے ربوہ وہی ہے

ربوہ کے جلسوں کو اس شدت سے یاد کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بوجوہ فی الحال وہاں جلسے نہیں ہو رہے۔ جلسے کے انتظار اور تیاریوں میں جو دن گزارے جاتے ہیں وہ بھی بہت برکتوں اور دعائیں کرنے کے دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ربوہ میں پھر سے جلسوں کا انعقاد ہو۔ اور ہم سب اور ہماری نسلیں اس پیاری بستی میں پھر سے ان رونقوں اور برکتوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکیں۔

دعا کریں کہ ہو ربوہ میں جلسہ سالانہ
ہزاروں لاکھوں سنیں پھر حضور کی تقریر
ہر اک زباں پہ ہو حمد و ثنا سلام و درود
فضا میں گونجے اذاں اور نعرۂ تکبیر

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسے سے متعلق ان ارشادات کی روشنی میں جلسوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپؑ نے فرمایا:

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341، ایڈیشن 1989ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں آپؑ کی ان دعاؤں کا وارث بنائے:

"ہر یک صاحب جو اس للہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہمّ و غم دور فرما دے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو"۔ (اشتہار 7/ دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

"اس جلسہ پر جسقدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 303)

جہاد بالقلم کی تحریک

النور کے مینجمنٹ بورڈ کے صدر مکرم انور خان صاحب نے ایک ای میل کے ذریعے صدر لجنہ امریکہ کو مجلّہ النور کے لیے مضامین لکھوانے کے بارے میں تحریک کی۔ جس پر مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یو ایس اے نے سیکرٹری صاحبہ شعبہ تعلیم کو خواتین سے متعلقہ موضوعات پر لکھوانے کی ذمہ داری دی۔ خواتین کے مقام، کردار، ذمہ داریوں اور بچوں کی تربیت کے حوالے سے حقیقی اسلامی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے، ہمیں ان متنوع مضامین کے بارے میں مستند حوالوں کے ساتھ اچھے مضامین لکھنے اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ الحمدللہ ہمیں اس تحریک کے نتیجے میں مضامین موصول ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ درجِ ذیل عناوین کے علاوہ بھی لکھنے والے مفید اور دلچسپ موضوعات پر مضامین لکھ کر بغرض اشاعت بھجوائیں اس سے مجلہ کا معیار بلند ہو گا، ان شاءاللہ۔

1. عورتوں کے حقوق از روئے قرآن

2پردہ۔ کیوں، کیسے، کب 'کہاں، پردہ کے عظیم فوائد

3. حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی کہ یورپ ایک دن اسلامی پردے کی خوبیوں کو اپنائے گا۔ جس کی ایک مثال سویڈن میں نظر آئی ہے جہاں موسیقی کے تہواروں میں مردوں اور عورتوں کو الگ بٹھایا گیا اس واقعہ کا ذکر حضور انور ایدہ اللہ نے بھی کیا ہے۔

4. مسلم خواتین کے لیے تعلیم کے مواقع وسیع ہیں، مثالیں ہمارے پیارے امام نے پیش کی ہیں۔

5. رسول اللہ ﷺ کی احادیث، خلفائے راشدینؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کی زندگی سے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات اور ارشادات

6. "نصف دین عائشہؓ سے سیکھو" کا کیا مفہوم ہے؟

7. عورتوں کے لیے دو اور مردوں کے لیے ایک گواہی کیوں مقرر ہے؟ افسانہ یا حقیقت؟

8. کن حالات میں مرد اپنی بیوی کو مار سکتا ہے؟ اس میں حکمت کیا ہے؟

9. کیا عورت کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا؟

10. مرد کو خاندان پر قوام کیوں بنایا گیا ہے؟ کیا عورت زندگی کے کسی موڑ پر قوام ہو سکتی ہے، اگر ہاں تو کب؟

11. کیا بچوں کی تربیت صرف خواتین کی ذمہ داری ہے، اگر نہیں تو مرد کا کیا کردار ہے؟

12. کیا عورت کام کر سکتی ہے اور اپنے لیے پیسے بچا سکتی ہے بغیر مرد کی شراکت کے؟

13. وراثت کے قوانین کیا ہیں اور وہ دوسرے مذاہب یا سیکولر تنظیموں سے کیسے ممتاز ہیں؟

14. اُمہات المومنینؓ کی سیرت

15. حضرت اماں جانؓ کی سیرت

16. سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں اسلام میں عظیم خواتین اسکالرز

17. دنیا میں احمدی خواتین کی بنائی ہوئی مساجد

18. خواتین کے اسلام قبول کرنے کی کہانیاں

19. خواتین کے حقوق کا موازنہ پانچ مغربی ممالک میں اسلام کے ساتھ کیا جاتا ہے

20. میڈیا کا صحیح استعمال

جزاکم اللہ احسن الجزا

النور صد سالہ نمبر 2020ء کی اشاعت پر تأثرات

مدیر مجلّہ النور

الحمدللہ، ادارہ مجلّہ النور کو جماعت احمدیہ امریکہ کے قیام کو سو سال پورے ہونے پر، 2020ء میں ایک خاص شمارہ تیار کرنے کی توفیق ملی۔ ادارہ اس تاریخی مجلّہ کی تیاری میں شامل تمام افرادِ جماعت کا تہہ دل سے شکر گزار ہے۔ تمام مضامین لکھنے والوں نے جس دلجمعی اور خلوص سے مواد کی تلاش اور تحقیق کے محنت طلب مراحل طے کیے وہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر ممکن نہ تھا، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس شمارے کی اشاعت اور ترسیل 2021ء میں عمل میں آئی۔ امید کی جاتی ہے کہ تمام قارئین النور کو یہ شمارہ بذریعہ ڈاک موصول ہو چکا ہو گا اور آپ اس میں شامل تاریخی حقائق پر مبنی مضامین اور منظوم کلام سے مستفیض ہو رہے ہونگے۔

بصورتِ دیگر آپ یہ خصوصی شمارہ آن لائن بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں اور بذریعہ ڈاک بھی منگوا سکتے ہیں۔

النور کا آن لائن شمارہ اس ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیے: ahmadiyyagazette.us

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے احمدیہ مسلم کمیونٹی یو ایس اے بک سٹور سے اس ایڈریس پر ای میل پر رابطہ کیجیے: incharge@amibookstore.us

مزید یہ کہ اگر آپ اس ای میل ایڈریس پر رجسٹر کر لیں تو ہر نئے آن لائن شمارے کی اطلاع آپ کو بذریعہ ای میل موصول ہو جائے گی:
https://ahmadiyyagazette.us/wp/subscribe/

اس شمارے کی اشاعت پر اس سے متعلق تجزیے، تأثرات اور تجاویز موصول ہو رہی ہیں۔ مبارکباد اور جزاکم اللہ کے پیغامات مل رہے ہیں۔ ذیل میں چند تأثرات درج ہیں:

ابو سعید، ایڈیٹر الفضل آن لائن، لندن

3 مارچ 2021ء

جماعت احمدیہ مسلمہ امریکہ نے اپنی چمکتی دمکتی سو سالہ تاریخ پر « النور » کا ایک حسین، خوبصورت، دیدہ زیب اور دلکش نمبر جاری کیا ہے۔ یہ تمام اردو زبان میں ہے اور 276 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں تاریخ جماعت احمدیہ اور امریکہ کے اعتبار سے جہاں بہت ہی معلوماتی، علمی اور ازدیاد ایمان و علم کی حیثیت رکھنے والے بہتے اور ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر جیسے مضامین کو ادارہ نے نہایت احسن رنگ میں کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں تاریخی فوٹوز اور تصاویر دیکھ کر ان بزرگوں، مصاحبین اور خدمت کرنے والے ورکرز کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے اور تمام معلومات کو بہت اچھوتے رنگ میں سمونے اور لڑی میں پرونے پر مدیر اعلیٰ مکرمہ امتہ الباری ناصر اور مدیر مکرمہ حسنیٰ مقبول احمد اپنی تمام ٹیم کے ساتھ مبارکباد کی مستحق ہیں۔ ابھی کچھ علمی و معلوماتی مضامین جو اس نمبر میں جگہ نہیں بنا سکے وہ آئندہ شماروں کی زینت بنیں گے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ "احمدیہ گزٹ امریکہ" انگریزی حصہ لئے منصّۂ شہود پر آنے والا ہے۔

قبل اس کے کہ میں اپنے قارئین الفضل کے لئے اس تاریخی نمبر سے جستہ جستہ امریکہ کی سو سالہ تاریخ کے واقعات اور بزرگوں کی قربانیوں نیز خدمات دینیہ میں اپنے نام رقم کروانے والوں کا تذکرہ کروں میں بحیثیت ایڈیٹر الفضل اپنے ادارہ اور دنیا بھر میں پھیلے نصف لاکھ سے زائد قارئین کرام کی طرف سے جماعت احمدیہ امریکہ کو اپنے پہلے سو سال کامیابی کامرانی سے مکمل کرنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ امریکہ۔ تمام جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، مبلغین کرام اور امریکہ جماعت کے تمام احمدی احباب و خواتین کو مبارکباد پیش کرتا اور مزید تاریخ ساز روحانی و اخلاقی ترقیات اور فتوحات کے لئے دعا کرتا ہوں۔ آپ خوش نصیب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ یہ مبارک دن دیکھنے اور تشکر الٰہی کا موقع فراہم کر رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ کان اللہ معکم۔

آج سے سو سال قبل فروری 1920ء میں حضرت مفتی محمد صادقؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امریکہ کو روحانی طور پر فتح کرنے کے لئے سرزمین امریکہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ آپؓ کو امریکہ میں داخلے سے اس لئے روک دیا گیا کہ آپ ایک ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جو تعدّد ازدواج کے حوالہ سے ایک سے زائد بیویوں کی

اجازت دیتا ہے۔ آپ کو قید کر دیا گیا اور عدالت میں مقدمہ لڑنا پڑا۔ آپ کو جیل میں 19 قیدیوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنے کی توفیق ملی۔ گو پھلوں کے حصول کا سلسلہ تو بحری جہاز میں ہی شروع ہو چکا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو جب آپؓ کے اسیر راہِ مولیٰ ہونے کا علم ہوا تو حضورؓ نے فرمایا کہ امریکہ نے پہلے دنیوی سلطنتوں کو شکست دی ہے۔ اب مقابلہ روحانی سلطنت سے ہے جسے وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت مفتی محمد صادقؓ کی امریکہ میں آمد سے قبل امریکہ میں احمدیت کا تعارف ہو چکا تھا۔ جب ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر آف فلاڈلفیا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت کے بعد احمدی مسلمان ہو چکے تھے۔ جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہینِ احمدیہ جلد پنجم میں فرما چکے تھے۔ آپ نے 17 فروری 1918ء کو وفات پائی اور لارل ہل قبرستان فلاڈلفیا میں مدفون ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2018ء کے اپنے دورہ کے دوران 20 اکتوبر کو آپ کی قبر پر جا کر دعا کروائی۔

ان کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور میں آپؑ پر ایمان لانے والے درج ذیل دوست بھی تھے۔

1۔ مسٹر اینڈرسن۔ 26 ستمبر 1904ء کو بیعت کی۔ آپ کا اسلامی نام احمد تھا۔

2۔ مسٹر محمد الیگزنڈر رسل وب۔

3 ۔ مسٹر کلیمنٹ لنڈے۔ 1908ء میں احمدیت قبول کر کے مسلمان ہوئے۔

قبولیتِ دعا کا ایک نشان

حضرت مفتی صاحبؓ بحری جہاز ہیور فورڈ کے ذریعہ لورپول برطانیہ سے امریکہ تشریف لائے تھے۔ یہ سفر پانچ دن کا تھا جو تیز ہواؤں اور دیگر روکوں کے سبب 19 دن تک محیط ہو گیا۔ جس میں آپ بیمار بھی ہو گئے۔ اس تکلیف دہ سفر کی وجہ سے آپ کو خیال آیا ہمیں اپنا ایک احمدیہ جہاز بنانا چاہیے جو ہمارے مبلغین کو مختلف ممالک میں پہنچائے اور حج بھی کروائے۔

آپ کی یہ خواہش پہلی بار علامتی طور پر امریکہ میں ہی بھر آئی جب صد سالہ خلافت جشنِ تشکر 2008ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ایک چارٹرڈ جہاز کے ذریعہ امریکہ سے کینیڈا پہنچے۔ اس فلائیٹ کو « خلافت فلائیٹ » کا نام دیا گیا۔ جس کا انتظام مکرم منعم نعیم نائب امیر امریکہ جو وائس پریذیڈنٹ کانٹی نینٹل ائیر لائن تھے نے کیا تھا۔ یہ دنیا کی چوتھی بڑی ائیر لائن ہے۔ اس فلائیٹ میں حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ 26 افراد ہمرکاب تھے۔ بورڈنگ کارڈ پر صد سالہ خلافت جوبلی کا لوگو، مینارۃ المسیح کا عکس شائع شدہ تھا اور خلافت فلائیٹ اور احمدیہ مسلم کمیونٹی لکھا تھا۔ امریکہ سے روانگی کے وقت امیگریشن وغیرہ لاؤنج میں ہو گئی اور کینیڈا کے امیگریشن آفیسر نے جہاز کے اندر آ کر پاسپورٹس پر مہریں (Stamps) لگائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ہم سفر تمام ساتھیوں کے بورڈنگ کارڈز پر دستخط رقم فرما کر ان کے بورڈنگ کارڈز کو نہ صرف متبرک فرمایا بلکہ تاریخی بھی بنا دیا۔

ایک اور قبولیتِ دعا کا نشان

حضرت مفتی صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بی اے کی ڈگری لینے کی درخواست کی تو حضورؓ نے آپؓ کو لکھا ''اللہ آپ کو بہت ڈگریاں دے گا''۔

چنانچہ آپؓ نے بی اے کا امتحان ترک کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو دو تین سالوں میں بہت سی ڈگریوں سے نوازا۔ ان میں ایک Doctor Of Divinity کی وہ اعلیٰ ڈگری بھی ہے جو عیسائیوں سے باہر کسی کو اگر ملی تو وہ بھی ایک احمدی مسلمان کو۔

مستشرق پادری زویمر نے قادیان کا اسلحہ خانہ دیکھا

امریکہ کے مشہور و معروف مستشرق پادری زویمر 29 مئی 1924ء کو قادیان گئے۔ آپ نے مختلف اداروں، لائبریری و دیگر دفاتر کا Visit کیا۔ امریکہ واپس پہنچ کر ایک سرکولر کے ذریعہ عیسائی دنیا سے اپیل کی کہ اسے انجمن احمدیہ سے مقابلہ کے لئے خاص تیاری کرنی چاہیے کیوں کہ ''اسلام جدید'' انجمن احمدیہ کے ذریعے سے یورپ اور امریکہ میں مضبوط ہو رہا ہے۔ (الفضل 6 جنوری 1925ء)

نیز ''ہندوستان میں اسلام'' کے نام سے ایک مضمون تحریر کیا۔ جس میں قادیان میں اسلام و عیسائیت کے متعلق کوششوں کا ذکر کر کے لکھا کہ یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور یہ ایک زبردست عقیدہ ہے جو عیسائیوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔ (النور صد سالہ 84)

صدر امریکہ کو قرآن کا تحفہ

حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ نے صدر امریکہ ٹرومین کو ایک مجلس میں چند قرآنی آیات انگریزی ترجمہ کے ساتھ سنائیں۔ صدر نے اس میں دلچسپی لی اور کہا کہ میں یہ قرآن میں خود دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ اگلے روز حضرت چوہدری صاحب نے صدر مملکت کو انگریزی ترجمہ والا قرآن کریم ان آیات پر نشان لگا کر بھجوایا۔

(النور صد سالہ نمبر صفحہ 86)

اب اگر النور صد سالہ جشن نمبر کا احاطہ کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا احباب جماعت امریکہ کے نام پیغام اس کا روح رواں ہے۔ جو صد سالہ اظہارِ تشکر نمبر کے صفحہ 10 کی زینت بنا ہے۔

اس کے علاوہ محترم امیر صاحب اور محترم مربی صاحب انچارج کے پیغامات ہیں۔ مضامین میں مکرم کریم احمد شریف کا مضمون "امریکہ میں جماعت احمدیہ کی مساجد" خصوصی توجہ کا مرکز ہے۔ جس میں مضمون نگار نے 52 عالیشان مساجد کو مع خوبصورت تصاویر cover کیا ہے۔

- اس میں سے سب سے پہلی مسجد شکاگو کی ہے جو مکرم محمد کروب نے حضرت مفتی صاحبؓ کی آمد پر 55 ہزار ڈالر کی خطیر رقم سے تعمیر کروائی تھی اور حضرت مفتی صاحبؓ اس کے پہلے امام تھے۔
- ایک اہم مسجد ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی کے شہر زائن میں ہے۔ جس نے کہا تھا کہ میں احمدیت کو ایسے مسل دوں گا جیسے مکھی کو مسلا جاتا ہے۔ مگر الہام اُغْرِقَتْ سَفِیْنَۃُ الْاَذَلِّ کے تحت اس کی موت کے بعد اس کے چرچ کو آگ لگ گئی اور جو نئی عمارت تعمیر ہوئی وہ الٹی کشتی نما تھی۔ یوں یہ الہام سو فیصد پورا ہوا جبکہ 1984ء میں جو احمدیہ مسجد اس شہر میں تعمیر ہوئی اس کے مینارے منارۃ المسیح کے طرز کے ہیں اور 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور 2012ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا دورہ فرمایا۔ اس کے علاوہ نیویارک شہر میں 8 مساجد کی تعمیر اور تاریخ کا ایک الگ مضمون بھی شامل اشاعت ہے۔
- مکرم ڈاکٹر منصور احمد قریشی کا مضمون "شہیدانِ وفا" بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ نے 9 شہدا کا ذکر کیا ہے۔ ان شہداء میں ایک شہید مکرم ڈاکٹر مظفر احمد کا ذکر ہے جن کے لہو نے سرزمین امریکہ کی آبیاری کی۔ جب 8،9 اگست 1983ء کی درمیانی شب آپ کے گھر میں ایک دشمن احمدیت نے داخل ہو کر آپ کو شہید کر دیا۔
- مکرم محمد داؤد منیر کا مضمون "پہلے سو سال کی قیادت" بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جس میں امراء، صدران اور مبلغین کے اسماء اور ان کی خدمات کی تاریخ درج ہے۔ ان میں حضرت مولوی محمد دینؓ کی خدمات بہت اہم ہیں جنہوں نے 29 مارچ 1923ء کو شکاگو میں قدم رنجہ فرمایا تھا۔
- ایک اہم طویل تاریخی مضمون مکرم امتیاز احمد راجیکی کے نوک قلم سے بعنوان مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) منصہ شہود پر آیا ہے۔ اس کے چار حصے ہیں۔ حصہ اول حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی برطانیہ ہجرت سے قبل کی تاریخ نیز پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔

حصہ دوم ہجرت کے بعد بلندیوں کے سفر پر مشتمل ہے جبکہ حصہ سوم ارتھ اسٹیشن اور مسرور ٹیلی پورٹ کی مکمل تفصیل پر مشتمل ہے۔ میرے نزدیک اتنی تفصیل سے اس کا تعارف، اس کی نشریات اور اس کی برکات پہلی بار سطح قرطاس میں آئی ہیں۔ یہ دراصل انٹرویو ہے مکرم چودھری منیر احمد مربی سلسلہ انچارج ارتھ اسٹیشن کا۔ یہاں بھی ایک دلچسپ ایمان افروز اور قبولیتِ دعا کا واقعہ درج کرنا ضروری ہے۔ جون 1994ء میں مکرم چودھری منیر احمد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ ڈاکٹرز نے کہا کہ بچنے کی کوئی امید نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو دعا کی غرض سے مکرم چودھری منیر احمد صاحب نے تحریر کیا۔ تو حضور نے تحریر فرمایا:

"آپ کو کچھ نہیں ہوتا، فکر نہ کریں آپ کو یہ کام مکمل کرنا ہے"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ مکرم چودھری منیر احمد صاحب صحت یاب ہوئے اور ان ہی کے ذریعے ارتھ اسٹیشن کا یہ کام مکمل ہوا بلکہ آج بھی خدمات بجالا رہے ہیں۔ 2013ء میں ارتھ اسٹیشن کو مسرور ٹیلی پورٹ کے ساتھ جوڑ دیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا 14 اکتوبر 2013ء کو پہلا خطبہ نشر ہوا۔

حصہ چہارم alislam.org کا تعارف ہے۔

- جماعت احمدیہ کی روشن و تابناک تاریخ کا حصہ جلسہ سالانہ کا انعقاد بھی ہے۔ 130 سال قبل قادیان سے شروع ہونے والا جلسہ سالانہ اب دنیا بھر کے 100 سے زائد ممالک میں بڑی شان کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔ اس ضمن میں مکرمہ ثمینہ آرائیں ملک کا مضمون النور نمبر کی شان کو بڑھا رہا ہے۔ آپ نے کل 71 جلسوں میں سے 59 جلسوں کی تاریخ کو نہایت اختصار سے بیان کیا ہے۔ پہلا جلسہ 1948ء میں ہوا اور 1976ء میں 29 ویں جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ، 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جبکہ 2008ء کے ساٹھویں جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے شرکت فرمائی۔ خلافت

احمدیہ کی دوسری صدی شروع ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا یہ پہلا سفر تھا۔

- حضرت خلیفۃ المسیح کا کسی جماعت میں قدم رنجہ فرمانا اس جماعت کے لئے ایک خواب سے کم نہیں ہوتا۔ جماعت احمدیہ امریکہ کے حصے میں خلفاء کے دورے بھی آئے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے 6 اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے 4 دوروں کا ذکر صد سالہ اظہار تشکر نمبر میں موجود ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک دورہ کے دوران کیپٹل ہلز میں پارلیمنٹیرینز سے تاریخی خطاب بھی شامل ہے۔ ان دوروں نے احباب جماعت کی ایمانی بیٹریز کو چارج کرنے کا کام کیا۔
- جماعتوں میں میڈیا بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں مکرم سید ساجد احمد اور مکرم سید شمشاد احمد ناصر کے قلم سے مجلہ النور اور احمدیہ گزٹ منزل بہ منزل کا ذکر ہے۔ مختلف ایڈیٹرز کا تعارف، مشکلات اور دشواریوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ ترقیات کا سفر تفصیل سے بیان ہوا ہے اس کے علاوہ مکرم سید شمشاد احمد ناصر کا مضمون ''تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے'' قارئین کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔
- اس کے علاوہ واقفات نو کی کارگزاری باعث ازدیاد ایمان ہے۔ نیز مکرمہ ڈاکٹر امتہ الرحمٰن کی 35 سالہ خدمات بھی ایمان بڑھانے کا موجب ہے۔ امریکہ کے 11 احمدی شعراء، تعلیم الاسلام کالج کے قدیم طلبہ کی مجلس کا قیام بھی ایک قاری کو ماضی کے دریچوں میں لے جاتا ہے۔
- کوئی بھی سال نامہ یا میگزین شعراء کے منظوم کلام کے بغیر خوبصورت نہیں لگتا کیونکہ بعض قاری حضرات کے دِلوں پر منظوم کلام تیر بہدف کا کام کرتا ہے۔ نوروں سے مہکتے اِس النور میں 9 نظموں نے حسن کے رنگ بھر دیئے ہیں۔ شعراء نے اپنے اپنے انداز میں محترم مفتی محمد صادق صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا ہے جیسے مکرم مبارک احمد عابدؔ نے لکھا

ے

اک صدی گزری کہ اک مرد مجاہد با کمال
لے کر آیا تھا یہاں اسلام کا حسن و جمال
مفتی صادق نام اس کا، کام باصدق و صفا
دنیا میں پھیلانا تھا پیغام دین مصطفیٰؐ

اسی طرح مکرم عبدالکریم قدسیؔ نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ے

نور کا اِک سیندور ملایا امریکہ کی مٹی میں
مٹی مہکی، پھول کھلے اور چہرے بھی خوشحال ہوئے

- قوموں کی تعمیر و ترقی میں مستورات کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ اس تاریخی رسالہ کا ایک بڑا حصہ احمدی مستورات کی کارگزاری، اجتماعات تعلیم و تربیت کے حوالہ سے دو دو سال کی 8 ورک بکس کے ذکر کے علاوہ میڈم راحت نو مبائع اور مکرمہ عالیہ علی کی قربانیوں کا ذکر ایک قاری کے ایمان میں حرارت پیدا کرتا ہے۔
- جماعت احمدیہ امریکہ کی خدمت خلق اور ہیومینٹی فرسٹ کے میدان میں خدمات بھی سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔
- امریکہ میں نظام وصیت اور قرآن جواہرات کی تھیلی کے تحت شعبہ تعلیم القرآن کی حفظ کلاسز اور اشاعت قرآن کا کام نیز مکرم عبدالہادی ناصر کا مضمون خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد کے تحت مبلغین، صدور کی تاریخ کو اس رنگ میں محفوظ کیا ہے کہ آج ان کو پڑھ کر ان کے لئے دل سے دعا نکلتی رہی۔ ہاں ایک مضمون مرتبہ ڈاکٹر محمود احمد ناگی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور رک رک کر بار بار بعض سطور پڑھنے کی طرف مجبور بھی کیا، یہ مضمون بعض صحافی حضرات اور سیاستدانوں کے احمدیت کے بارے میں تاثرات پر مشتمل ہے۔

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ امریکہ جماعت کو خلیفۃ المسیح کی خصوصی رہنمائی میں دن دونی رات چوگنی ترقیات دیتا رہے اور وفادار، مطیع، فرمانبردار افراد جماعت جو خلیفۃ المسیح کے سلطانِ نصیر ہوں ہمیشہ جماعت کو حاصل رہیں۔ آمین۔

محترم سید شمشاد احمد ناصر، مربّی سلسلہ امریکہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں احمدیت کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر جماعت احمدیہ امریکہ نے خدا تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر کے طور پر بہت سے کام کیے ہیں۔ پروگرامز بھی منعقد کیے گئے مگر COVID-19 کی وجہ سے اس طرح نہ ہو سکے جس طرح ہونے چاہیے تھے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ تھی ان پروگراموں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اس بابرکت موقع پر جماعت احمدیہ، امریکہ 'احمدیہ گزٹ' اور 'مجلّہ النور' کا بھی ایک خاص نمبر شائع کرے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گزٹ اور مجلّہ کی ٹیم کو اس تاریخی موقع پر اظہار تشکر کے طور پر 'صد سالہ خاص شمارہ' شائع کرنے کی توفیق ملی۔ جس پر امیر صاحب جماعت

امریکہ ، نیشنل سیکرٹری صاحب شعبہ اشاعت امریکہ، ایڈیٹرز اور معاونین النور جنہوں نے اس خاص نمبر کی اشاعت میں حصہ لیا، خاص مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یہ دیدہ زیب مجلّہ النور، خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت جاذب نظر علمی اور تاریخی مواد لیے ہوئے ہے۔

مجھے تو جب یہ شمارہ موصول ہوا پہلے تو میں نے کھڑے کھڑے اس کے سارے عناوین اور لکھنے والوں کی فہرست پر ایک نظر دوڑائی اور سب کے لیے دعا کی۔ پھر مضامین بھی پڑھے ایک دن خاکسار نے شام کے وقت اپنے درس میں بھی جو کہ ڈیٹرائیٹ، ڈیٹن اور کولمبس تینوں جماعتوں کے لیے ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے دوست اس میں شامل ہوتے ہیں، اس رسالہ کے بارے میں احباب کو تلقین کی کہ وہ اسے پڑھیں۔ صرف تصاویر دیکھنے پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ یہ ایک علمی اور تاریخی خزانہ ہے اس کا فائدہ اٹھائیں اور اس پر کام کرنے والوں، اس میں مضامین اور نظمیں لکھنے والوں کے لیے دعا کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

محترمہ امتہ اللطیف اہلیہ ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب لکھتی ہیں:

بڑی انتظار کے بعد النور کا صد سالہ کا شمارہ مل گیا۔ دیر آید درست آید والا معاملہ ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ سرورق دیدہ زیب، رسالہ مجموعی طور پر دلکش، معلوماتی، تاریخی، دلچسپ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی زرّیں تحریرات، اللہ تعالیٰ کے افضال کے تذکرے، مضامین ایک سے بڑھ کر ایک، کُوزے کو دریا میں بند کرنے والی بات ہے۔ ماشاء اللہ بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام کام کرنے والوں اور مضامین لکھنے والوں کو جو کہ بہت محنت سے تیار کئے ہوئے ہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔ ان میں سے بہت سے مضامین ایسے ہیں کہ اگر ان کا انگریزی ترجمہ احمدیہ گزٹ میں آجائے تو بہت مفید ہو گا۔

محترم پروفیسر محمد شریف خان صاحب تحریر کرتے ہیں:

رسالہ النور اپنی تب و تاب کے لحاظ سے باقی ماندہ جماعتی اردو جریدوں میں بہ لحاظ خوبصورت طباعت کے دوسری جماعتی مطبوعات میں منفرد مقام رکھتا ہے۔ النور کی ٹیم ماشاء اللہ بڑی محبت اور محنت سے ہر شمارے کی تیاری کرتی ہے اور شامل اشاعت مضامین کا بغور مطالعہ کرکے ان کی تصحیح کرکے قارئین تک پہنچاتی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔

محترمہ فوزیہ منصور ڈیٹرائیٹ سے لکھتی ہیں:

جماعت احمدیہ امریکہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر شائع ہونے والا رسالہ النور دیکھا۔ سب سے پہلے آیت کریمہ

"وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا"

پر نظر پڑی اور ساتھ ہی شان سے چمکتے ہوئے لوائے احمدیت پر اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پرچم پر دل حمد و شکر سے بھر گیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ احمدیت کی دن دگنی رات چوگنی ترقی کے نظارے دکھاتا چلا جائے آمین اللھم آمین ۔ خوبصورت تصاویر اور قیمتی معلومات سے بھرپور یہ رسالہ امریکہ میں جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ سمیٹے ہوئے ہے۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اور حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے خلفائے کرام کے ارشادات کے انتخاب سے لے کر مضامین اور نظموں کے موضوعات و مواد میں ہر جگہ النور کی ٹیم کی محنت نمایاں نظر آتی ہے۔ یوں تو ہر صفحہ قدم روکتا ہے تاہم مجھے لجنہ کی ممبر ہونے کی حیثیت سے حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہؒ کا خطاب اس شمارے کے لئے بہت اچھا انتخاب لگا۔ ان قیمتی نصائح کو بار بار پڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح خلفائے احمدیت کے امریکہ میں خطابات اس شمارے کی اہمیت بڑھا رہے ہیں۔ اس صد سالہ شمارے کی اشاعت میں جو محنت کی گئی ہے اس کا اندازہ ان لوگوں کو بخوبی ہو سکتا ہے جنہوں نے کبھی کسی بھی رسالے یا اخبار کی اشاعت میں کام کیا ہو۔ خاکسار کو "لجنہ میٹرز" میں کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس چند صفحات کے نیوز لیٹر پر پوری ٹیم کے کئی دن کی مسلسل محنت ہوتی ہے۔ پہلے مواد اور موضوعات کا انتخاب پھر ٹائپنگ کا کام، پھر حوالہ جات اور پروف ریڈنگ کا کام۔ ان سب مراحل سے گزر کر ایک نیوز لیٹر تیار ہوتا ہے اور ان سب کاموں میں نگران اعلیٰ کا کام سب سے زیادہ ذمہ داری کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شمارے پہ کام کرنے والے سب عملے کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ یہ محض ایک شمارہ نہیں بلکہ تاریخ کا ایک حوالہ ہے جو مستقبل کے قارئین کے لئے گائیڈ بنے گا۔

اللہ کرے ہم سب اس سے بہترین فائدہ اٹھانے والے ہوں اور خلیفۂ وقت کے بلکہ ایک نئے جذبے کے ساتھ احمدیت کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے والے ہوں (آمین) رسالہ النور کی ٹیم کو اس بہترین اشاعت پر مبارکباد۔

محترمہ مبرور جتالہ صاحبہ نے احباب جماعت کو مبارکباد دیتے ہوئے لکھا:

جماعتِ احمدیہ مسلمہ امریکہ کی صد سالہ جوبلی (1920-2020) پر "النور" کا خصوصی نمبر موصول ہوا۔ اس دیدہ زیب شمارے کو ہاتھ میں تھامتے ہی دل بے ساختہ الحمدللہ کہہ اُٹھا۔ جماعتِ احمدیہ امریکہ کی سو سالہ تاریخ کے مختلف مراحل کو 276 صفحات میں نہایت ہی دلکشی سے پیش کیا گیا ہے۔ Covid-19 کی وجہ سے باہر تو آنا جانا محدود تھا سو خوب دل جمعی سے اس علمی اور تاریخی مجلے کو پڑھنے کا وقت ملا۔ ہر مضمون اور واقعہ کو پڑھتے ہوئے ساتھ یہ بھی دُعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ ان ابتدائی احمدیوں کی قربانیوں کو ہماری آنے والی نئی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔

خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ خاکسار نے بھی اس شمارے میں نیشنل صدر لجنہ کی زیرِ نگرانی "امریکہ میں احمدی خواتین: پہلے سو سال میں ہمارا سفر" اور "واقفاتِ نو امریکہ کی مختصر روئیداد" قلم بند کرنے کی توفیق پائی۔ جس سے بخوبی اندازہ کر سکتی ہوں کہ النور اشاعت ٹیم نے اس تاریخی مجلّے کے مضامین کی ترتیب اور تزئین میں کس قدر محنت کی ہوگی۔ آغاز سے اختتام تک قارئین کی دلچسپی کو تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ، نظموں اور دیدہ زیب و نایاب تصاویر سے قائم رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین! نیشنل اشاعت ٹیم امریکہ، النور ایڈیٹرز اور ٹیم ممبرز کو بہت بہت مبارک!

محترم عبدالکریم قدسی صاحب کو 'النور' خاصے انتظار کے بعد موصول ہوا۔

انتظار کی کیفیت اور ملنے پر خوشی کا اظہار نظم کیا ہے جو بہت دلچسپ ہے اور ہمارے لیے اعزاز ہے:

جماعت احمدیہ امریکہ کے علمی ادبی جریدہ "النور" سے محرومی کا شکوہ

شکوے گلے پر آپ نے مجبور کر دیا
اہلِ قلم سے دور کیوں "النور" کر دیا
"النور" نے تو جیسے ہے چہرہ چھپا لیا
یہ کس کی شہ نے اس کو ہے مغرور کر دیا
بیٹھے ہوئے ہیں ہم تو ضعیفی کی دھوپ میں
بیمار دل کو اور شرابور کر دیا
پہلے ہی تھے نڈھال کتابوں کی پیاس سے
پانی کو ہم سے اور بھی کچھ دور کر دیا
محروم کر دیا ہے خیالوں کو حُسن سے
پیشانی کو بے رونق سندور کر دیا
غربت کے چھالے کم نہ تھے، اوپر سے آپ نے
ہجرت زدوں کو اور بھی رنجور کر دیا
محروم کر کے بوڑھے مسافر کو چھاؤں سے
کچھ اور بھی تھکن سے اسے چُور کر دیا

نظارہ ہائے علم و ادب مجھ سے چھین کر
قدسی کی گویا آنکھوں کو بے نور کر دیا

عبدالکریم قدسی 22 فروری 2021ء
10811-Taney Dr Fredericksburg.VA 22407,USA

مِل گیا "النور" آخر پاؤں پاؤں چلتا ہوا

دھوپ سے بچتا ہوا اور چھاؤں چھاؤں چلتا ہوا
شہروں شہروں گھومتا اور گاؤں گاؤں چلتا ہوا
آن پہنچا کُٹیائے درویش کی دہلیز پر
مِل گیا "النور" آخر پاؤں پاؤں چلتا ہوا

پیاس ہوتی ہے تو پھر پانی طلب کرتے ہیں ہم
اور کہاں بیکار میں شور و شغب کرتے ہیں ہم
قیدِ تنہائی میں گو رکھا کرونا نے ہمیں
کام لکھنے پڑھنے کا بس روز و شب کرتے ہیں ہم

معجزہ ہے جو سلامت ہے قلم کی آبرو
یہ عنایت، فضل و احساں نعمتِ ربِ جلیل
ہو کے رہتی ہے اندھیروں کو، بہر صورت شکست
روشنی پھر روشنی ہے چاہے ہو کتنی قلیل

عبدالکریم قدسی 17 مارچ 2021ء
10811-Taney Dr Fredericksburg.VA 22407,USA

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2023ء

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
جنوری			
یکم جنوری۔ اتوار	نئے سال کا پہلا دن		وفاقی تعطیل
7-8 جنوری، ہفتہ، اتوار	لوکل معاون تنظیمیں، ریویو 2022ء، منصوبے 2023 ء	لوکل، تنظیمیں	جماعت
8 جنوری، اتوار	نیشنل تربیت ویبینار (Webinar)، 8 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار (Webinar)
8 جنوری، اتوار	جماعت کے مالی نظام کا ایک جائزہ، 3 بجے شام EDT	شعبہ مال	ویبینار (Webinar)
10-20 جنوری منگل تا جمعہ	عشرہ وصیت	شعبہ وصیت	جماعت
13-15 جنوری، جمعہ تا اتوار	انصار لیڈر شپ کانفرنس	ذیلی تنظیمیں / نیشنل مجلس انصار اللہ	مسجد بیت الاکرام ڈیلس
14 جنوری، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
16 جنوری، پیر	مارٹن لوتھر کنگ جونیر ڈے، لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
21 جنوری، ہفتہ	9واں قرآن اور سائنس سمپوزیم، امریکہ	AAMS	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
22 جنوری، اتوار	جلسہ سیرۃ النبی ﷺ	ریجنل	جماعت
28 جنوری، ہفتہ	وقفِ نو کیریئر ایکسپو (Career Expo)	نیشنل شعبہ وقفِ نو	ان پرسن / زوم میٹنگ
29 جنوری، اتوار	پبلک افیئرز سیمینار	شعبہ امور خارجیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
فروری			
1-10 فروری، بدھ تا جمعہ	عشرہ صلوٰۃ	شعبہ تربیت	جماعت
4-5 فروری، ہفتہ، اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
11 فروری، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
11-12 فروری، ہفتہ، اتوار	پریذیڈنٹس ریفریشر کورس	دفتر نیشنل جماعت جنرل سیکرٹری	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
12 فروری، اتوار	تربیت ویبینار (Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار (Webinar)
17-19 فروری، جمعہ تا اتوار	مسرور انٹر نیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ	شعبہ کھیل	نیویارک
18 فروری، ہفتہ	جامعہ میں داخلہ کی تحریک اور حوصلہ افزائی	شعبہ وقفِ نو	ورچوئل
20 فروری، پیر	پریذیڈنٹس ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
25 فروری، ہفتہ	نیشنل لجنہ تبلیغ، میڈیا، پبلک افیئرز ٹریننگ	تنظیم لجنہ اماء اللہ	زوم میٹنگ
26 فروری، اتوار	یوم مصلح موعود	لوکل	جماعت
مارچ			
4-5 مارچ، ہفتہ، اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
4-5 مارچ، ہفتہ، اتوار	مجلس اطفال الاحمدیہ، مجلس خدام الاحمدیہ اجتماع	تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ	لوکل
10-12 جمعہ تا اتوار	دوسرا ریفریشر کورس دارالقضاء امریکہ	شعبہ دارالقضاء	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
10-20 مارچ، جمعہ تا پیر	عشرہ وصیت	شعبہ وصیت	جماعت
11 مارچ، ہفتہ	رشتہ ناتا ویبینار، ایک دوسرے کے لیے لباس	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار (Webinar)

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
11مارچ،ہفتہ	رشتہ ناتا پروگرام، ملاقات وتعارف	شعبہ رشتہ ناتا	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
12مارچ،اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
17-19مارچ، جمعہ تا اتوار	نیشنل لجنہ مینٹرنگ(Mentoring) کانفرنس	تنظیم لجنہ اماء اللہ	مسجد بیت الاکرام، ڈیلس
18مارچ،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
18مارچ،ہفتہ	لوکل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی	جماعت
19مارچ،اتوار	اپنی تاریخ جانیے، Know Your History	شعبہ اشاعت	ویبینار(Webinar)
23مارچ تا20 / اپریل	رمضان المبارک	لوکل	جماعت
26مارچ،اتوار	یومِ مسیح موعود	لوکل	جماعت
اپریل			
1-10 / اپریل، ہفتہ تا پیر	عشرہ صلوٰۃ	شعبہ تربیت	جماعت
1-2 / اپریل، ہفتہ، اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
9 / اپریل، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
21 اپریل	عید الفطر	لوکل	جماعت
28-30 اپریل، جمعہ تا اتوار	مجلس شوریٰ جماعت امریکہ	دفتر جنرل سیکرٹری	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
مئی			
6-7 مئی، ہفتہ، اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وذیلی تنظیمیں	جماعت
6 مئی، ہفتہ	وقفِ نَو ریجنل اجتماع	نیشنل شعبہ وقفِ نَو	ان پرسن / ایسٹ کوسٹ ریجنز
13 مئی، ہفتہ	وقفِ نَو ریجنل اجتماع	نیشنل شعبہ وقفِ نَو	ان پرسن / ویسٹ اور سنٹرل ریجنز
13-14 مئی، ہفتہ تا اتوار	انصار ریجنل اجتماعات	تنظیم مجلس انصار اللہ	لوکل، ریجنل
14 مئی، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
18-21 مئی، جمعرات تا اتوار	دورہ جامعہ کینیڈا، والدین اطفال وخدام	شعبہ وقفِ نَو	ان پرسن / کینیڈا
19-21 مئی، جمعہ تا اتوار	ریجنل اجتماعات اطفال وخدام	مجلس خدام الاحمدیہ	لوکل / ریجنل
20 مئی، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
20-21 مئی، ہفتہ، اتوار	مجلس انصار اللہ فیملی ڈے	مجلس انصار اللہ	لوکل
28 مئی، اتوار	یوم خلافت	لوکل	جماعت
29 مئی، پیر	میموریل ڈے، لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
جون			
1-10 جون، جمعرات تا ہفتہ	عشرہ صلوٰۃ	شعبہ تربیت	جماعت
3-4 جون، ہفتہ، اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
10 جون، ہفتہ	رشتہ ناتا ویبینار، ایک دوسرے کے لیے لباس	نیشنل شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار(Webinar)
11 جون، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
17-18 جون، ہفتہ، اتوار	روحانی فٹنس(Spiritual Fitness) کیمپ	نیشنل شعبہ تربیت	لوکل جماعت

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
18جون،اتوار	اپنی تاریخ جانیئے، Know Your History	نیشنل شعبہ اشاعت	ویبینار(Webinar)
19-22جون،پیر تا جمعرات	وقفِ نو نیشنل موسم گرما کا کیمپ	شعبہ وقفِ نو	مسجد ساؤتھ ورجینیا
23-25جون، جمعہ تا اتوار	مجلس خدام الاحمدیہ نیشنل اجتماع	تنظیم نیشنل مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
24جون،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
28جون، بدھ	عیدالاضحیٰ	لوکل	جماعت
30جون تا9جولائی،جمعہ تا اتوار	عشرہ وصیت	شعبہ وصیّت	جماعت
جولائی			
1-2 جولائی، ہفتہ،اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
4جولائی،منگل	یوم آزادی		وفاقی تعطیل
8-14جولائی،ہفتہ تاجمعہ	نیشنل یوتھ کیمپ	شعبہ تعلیم	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
8-9 جولائی،ہفتہ،اتوار	انصار ریجنل اجتماعات	تنظیم مجلس انصار اللہ	لوکل،ریجنل
9 جولائی، اتوار	طاہر اکیڈیمی گریجوایشن	شعبہ تربیت	مقامی مساجد
9 جولائی، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
14-16 جولائی، جمعہ تا اتوار	جلسہ سالانہ امریکہ	نیشنل	ہیرس برگ،پنسلوینیا
22-23 جولائی،ہفتہ،اتوار	انصار ریجنل اجتماعات	تنظیم مجلس انصار اللہ	لوکل،ریجنل
28-30 جولائی،جمعہ تا اتوار	جلسہ سالانہ یوکے	یوکے	یوکے
29 جولائی، ہفتہ	نیشنل لجنہ ورچوئل مینٹرنگ(Mentoring)کانفرنس	تنظیم نیشنل لجنہ اماء اللہ	ورچوئل
اگست			
1-10 / اگست،منگل تاجمعرات	عشرہ صلوٰۃ	شعبہ تربیت	جماعت
5-6 / اگست،ہفتہ، اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
12-13 / اگست،ہفتہ،اتوار	روحانی فٹنس(Spiritual Fitness)کیمپ	شعبہ تربیت	لوکل جماعت
13 / اگست، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
17-22 / اگست،جمعرات تا منگل	نیشنل تربیت کیمپ (بعمر15 تا18سال)	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
19 / اگست، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
25-27 / اگست،جمعہ تا اتوار	نیشنل لجنہ اجتماع	تنظیم نیشنل لجنہ اماء اللہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
26 / اگست،جمعہ تا اتوار	طاہر اکیڈیمی سالانہ کانفرنس	شعبہ تربیت	بالٹی مور مسجد
ستمبر			
2-3 ستمبر،ہفتہ،اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
2-4 ستمبر،ہفتہ تا پیر	لیبر ڈے ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
9-10 ستمبر،ہفتہ،اتوار	مجلس انصار اللہ فیملی ڈے	مجلس انصار اللہ	لوکل
10 ستمبر، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)،8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
16 ستمبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
16 ستمبر، ہفتہ	رشتہ ناتا ویبینار، ایک دوسرے کے لیے لباس	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار(Webinar)
17 ستمبر، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، Know Your History	شعبہ اشاعت	ویبینار(Webinar)
22-24 ستمبر، جمعہ تا اتوار	خدام الاحمدیہ مجلس شوریٰ	نیشنل مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
اکتوبر			
30 ستمبر تا یکم اکتوبر، ہفتہ، اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
1-10 اکتوبر، اتوار تا منگل	عشرہ صلوٰۃ	شعبہ تربیت	جماعت
6-8 / اکتوبر، جمعہ تا اتوار	مجلس انصاراللہ شوریٰ اور نیشنل اجتماع	نیشنل مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
7-8 / اکتوبر، ہفتہ، اتوار	اطفال ریلی	ریجنل مجلس خدام الاحمدیہ	لوکل مجلس خدام الاحمدیہ
8 / اکتوبر، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
9 / اکتوبر، پیر	کولمبس ڈے لانگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
14 / اکتوبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
14 / اکتوبر، ہفتہ	سالانہ تربیتی کانفرنس	شعبہ تربیت	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21-22 / اکتوبر، ہفتہ، اتوار	نیشنل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
27-29 / اکتوبر، جمعہ تا اتوار	نیشنل لجنہ اماء اللہ مجلس شوریٰ	لجنہ اماء اللہ	اٹلانٹا، جارجیا
نومبر			
3-13 نومبر، جمعہ تا پیر	عشرہ وصیت	شعبہ وصیت	جماعت
4-5 نومبر، ہفتہ، اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
11 نومبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
11 نومبر، ہفتہ	ریجنل اجتماع وقفِ نَو	نیشنل شعبہ وقفِ نَو	ان پرسن / ایسٹ کوسٹ ریجنز
12 نومبر، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
18 نومبر، ہفتہ	نیشنل سالانہ تربیت کانفرنس	شعبہ تربیت	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
18 نومبر، ہفتہ	ریجنل اجتماع وقفِ نَو	نیشنل شعبہ وقفِ نَو	ان پرسن / ویسٹ اور سنٹرل ریجنز
23-26 نومبر، جمعرات تا اتوار	تھینکس گِوِنگ (Thanksgiving)		وفاقی تعطیل
دسمبر			
1-10 دسمبر، جمعہ تا اتوار	عشرہ صلوٰۃ	شعبہ تربیت	جماعت
2۔3 دسمبر، ہفتہ اتوار	لوکل جماعت، ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
8-10 دسمبر، جمعہ تا اتوار	فضل عمر قائدین کانفرنس / اطفال ریفریشر کورس	نیشنل مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
9 دسمبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	اِن پرسن / زوم میٹنگ
9 دسمبر، ہفتہ	رشتہ ناتا ویبینار، ایک دوسرے کے لیے لباس	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار(Webinar)
10 دسمبر، شام، اتوار	تربیت ویبینار(Webinar)، 8 بجے شام EDT	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
17 دسمبر، شام، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، Know Your History	شعبہ اشاعت	ویبینار(Webinar)
22-24 دسمبر، جمعہ تا اتوار	جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ (ممکنہ تاریخ)	نیشنل جماعت	چینو، کیلیفورنیا
25 دسمبر، پیر	کرسمس ڈے		وفاقی تعطیل